دسمبر 1985

دینی، اصلاحی، علمی تصوّف وسلوک کا واحد مجلّہ

ماہنامہ

المرشد

چکوال

بیاد:

حضرت العلّام مولانا اللہ یار خان صاحب رح

سرپرست:

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ

مدیر مسئول:

حافظ عبدالرّزاق ایم اے (عربی۔ اسلامیات)

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو،وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255

جلد ۷ | ماہ ربیع الاوّل ۱۴۰۶ھ مطابق دسمبر ۱۹۸۵ء عیسوی | شمارہ ۳

ماہنامہ المرشد چکوال

رابطہ کیلئے
دار العرفان منارہ ضلع چکوال

بیاد
حضرت العلام مولانا اللہ یار خان صاحب
رحمتہ اللہ علیہ

سرپرست
حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ

مدیر مسئول
پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب
(ایم اے اسلامیات و ایم اے عربی)

مدیران اعزازی
مولانا اللہ بخش زاہد ایم اے
جناب ابوطلحہ

اس شمارہ میں

اداریہ	ادارہ
اسرار التنزیل	مولانا محمد اکرم
صوم ہے ایمان	پروفیسر حافظ عبدالرزاق ایم اے
افہام و تفہیم (خط اور اس کا جواب)	بریگیڈیر محمد اکرم
حج کے تاثرات و برکات	مولانا بشیر احمد ایم اے
مجاہد کی اذان	سکندر
دیکھتا چلا گیا	سیلانی کے قلم سے
خوشبوؤں کی بارات	احمد نواز گوجرہ
حضرت المکرم کا دورہ گوجرہ	سعید احمد

سالانہ چندہ ــــــــ ۴۵/- روپے
ششماہی ــــــــ ۲۵/- رر
فی پرچہ ــــــــ ۴/- روپے

سول ایجنٹ
مدنی کتب خانہ گنپت روڈ
لاہور

طابع و ناشر حافظ عبدالرزاق مطبوعہ اصلاحی شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور مقام اشاعت الحسنات منزل چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

خطوطِ وحدانی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہ کرامؓ کو گھر بار چھوڑے ہوئے پانچواں سال گذر رہا ہے۔ کفر اپنی تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ کی چھوٹی سی بستی کے مسلمان باسیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی فکر میں ہے، حق و باطل کا دو تین مرتبہ تصادم ہو چکا ہے۔ کفر نے اپنی ساری طاقت ایک مرکز پر جمع کر لی ہے اور سارا عرب اور تمام مشرک قبائل مدینۂ رسولؐ پر چڑھائی کر کے آ گئے ہیں، یہاں مشورے ہو رہے ہیں کہ کھلے میدان میں نکل کر کفر کا مقابلہ کریں یا "قلعہ بند" ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ دوسری تجویز پر اتفاق ہو جاتا ہے۔ شہر کی ایک جانب کچھ زیادہ غیر محفوظ معلوم ہوتی ہے حضرت سلمان فارسیؓ ایرانی طرز جنگ کی ایک تدبیر پیش کرتے ہیں کہ شہر کی اس جانب خندق کھود لی جائے جو اتنی چوڑی ہو کہ سوار یا پیادہ پھلانگ کر اندر نہ آ سکے اور اتنی گہری ہو کہ اس میں اتر کر پھر کوئی دوسری طرف نہ آ سکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تدبیر کو پسند فرماتے ہیں۔ اور ایک چھڑی لے کر اپنے دستِ مبارک سے آمنے سامنے دو لکیریں کھینچ دیتے ہیں کہ ان دونوں خطوط کے درمیان خندق کھود لی جائے اور چند صحابہ کی ایک ایک ٹولی کو چند گز جگہ الاٹ کر دیتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ اور ان کے چند ساتھیوں کے حصے میں جو جگہ آتی ہے وہاں تھوڑی سی کھدائی کے بعد ایک سخت چٹان آ جاتی ہے۔ جو انتہائی کوشش کے باوجود ٹوٹنے میں نہیں آتی۔ سوچتے ہیں کیا کیا جائے۔ ایک تجویز پیش ہوتی ہے کہ یہاں سے اس چٹان سے تھوڑا سا کترا کے کھدائی کی جائے اور وہ اس طرح کہ خندق کی چوڑائی میں فرق نہ آنے پائے۔ جس کی شکل کچھ اس طرح ہو۔

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ مقصد تو پورا ہو جائے گا مگر ایک بات ضرور ہوگی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو خطوط اپنے دستِ مبارک سے کھینچے ہیں ان میں سے ایک خط کو چھوڑنا پڑے گا اور دوسرے خط کو مٹانا پڑے گا اس اقدام کی جرأت کون کر سکتا ہے، سارے ساتھی دم بخود ہو جاتے ہیں اور یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے کھینچے ہوئے خطوط سے باہر نکلنا ناممکن ناممکن ناممکن۔ صحابہ کرامؓ کے تقدس ان کی عظمت ان کی برتری کی اصلی اور بنیادی وجہ اور خصوصیت یہی ہے کہ انہوں نے زمین کے سینے پر ہی نہیں پوری زندگی کے ہر شعبے میں صرف اس امر کا اہتمام کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلک حدود اللہ کے اعلان کے ساتھ جو خطوط کھینچ دئے ان سے باہر نکلنے یا ان کو مٹانے کا تصور بھی نہ کیا سکے۔ اسی کا نام دین ہے۔ یہی ایمان ہے، یہی اتباع رسول کا تقاضا ہے یہی محبت رسولؐ کا ثبوت ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

آج اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کا شدید احساس ہو رہا ہے چرچا ہو رہا ہے۔ تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ مگر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اتحاد کی دولت چھین کیسے گئی۔ اللہ تعالےٰ نے تو اعلان فرمایا تھا کہ فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا۔ وہ نعمت کیا تھی جس نے اعدا میں اخوت پیدا کر دی۔ وہ نعمت صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی تعلیمات اور آپ کی محبت اور اتباع کا جذبہ تھا اور بس۔ جب سُنت رسولؐ سے دُوری اور بیزاری ہونے لگی تشتت اور افتراق کا دَور دورہ ہونے لگا تو ظاہر ہے کہ جب افتراق کی وجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوری ہے تو اتحاد کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اس دُوری کو ختم کیا جائے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونے کی تدبیر کی جائے جوں جوں اس مرکز کی طرف بڑھیں گے لازماً ایک دوسرے کے قریب ہوتے جائیں گے۔ یہ تو ہوئی اصول کی بات۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ باہمی متحارب گروہ قطعاً اس بات کی دعوت نہیں دیتے کہ آؤ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھینچے ہوئے خطوط کے اندر اپنے آپ کو رکھو، بلکہ اس کے برعکس

ہر گروہ بلکہ ہر گروہ کے ہر فرد نے اپنے اپنے خطوط کھینچے ہوئے ہیں اور ہر گروہ کا مطالبہ یہ ہے کہ میرے کھینچے ہوئے خطوط کے اندر آجاؤ۔ اور لطف یہ کہ سارے خطوط منحنی کجدار و مریز خطوط ہیں۔ خط مستقیم صرف وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے اگر آج بھی مختلف گروہ یہ روّیہ ترک کر دیں کہ "میری مانو" اور یہ روّیہ اختیار کر لیں کہ "صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانو" تو آنکھ جھپکنے کی دیر میں اتحاد ہو سکتا ہے۔ مگر یہ "میری مانو" کا جنون یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جن لوگوں نے الف سے ی تک دین کی ہر بات اور زندگی کا ہر اصول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ کر لیا ہے۔ وہ بھی دعوت دیتے ہیں کہ اتحاد چاہتے ہو تو "ہماری مانو" کلمہ جُدا عقائد جُدا۔ نظریات جُدا۔ عبادات جُدا۔ پھر تقاضا یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز چھوڑ دو تاکہ اتحاد ہو جائے۔ یہ تو بالکل وہی بات ہوئی جیسے کوئی کہے کہ زہر کھاؤ تاکہ تمہاری عمر دراز ہو۔ اتحاد بین المسلمین کی ایک اور صرف ایک صورت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آؤ اور جو خطوط حضورؐ نے کھینچے ہیں خود بھی اُن کے اندر رہو اور دوسروں کو بھی ان کے اندر آجانے کی دعوت دو۔ اس کے بغیر وحدت ملّی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

بحق دل بند و راہ مصطفیٰ اگیر

(مدیر)

اسرار التنزیل

شیخ المکرم حضرت مولانا ملک محمد اکرم صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ الخ الآیۃ

یہ آیت کریمہ شروع ہی اس انداز سے ہوتی ہے کہ بعثت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑا انعام فرما رہے ہیں یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تمام کائنات کے لئے رحمت ہے؛

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ مومن و کافر عرش و فرش جاندار بے جان ہر شئے اس میں سما گئی ہے۔ جب ساری کائنات کے لئے آپ کا وجود باجود باعث رحمت ہے تو صرف مومنوں پر احسان شمار کرنے کا اور بہت بڑا احسان صرف مومنوں پر بیان کرنے کا سبب کیا ہے وہ سب اللہ کریم نے اس سے آگے ارشاد فرمایا ہے۔

یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ تین چیزیں تین فائدے تین نعمتیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کو پہنچی ہیں۔ ایک تلاوت آیات یتلوا علیہم ایاتہ کہ مومن کو اللہ کریم سے ہم کلام کر دیا حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اور ہم کلام ہونے کا عظمت باری سے شعور بخشا ویزکیہم۔ پاک اور صاف کر دیا ان کا تزکیہ کر دیا ویعلمہم الکتاب والحکمۃ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دی۔

یہی تزکیہ جو ہے یہی تعلیم کتاب وحکمت کی استعداد مومن میں پیدا کرتا ہے۔ تزکیہ شئے کیا ہے تزکیہ ایک کیفیت کا نام ہے ایک حالت کا نام ہے یہ کوئی جنس نہیں ہے کتاب تو ظاہر ہے ایک جنس ہے ایک وجود ہے تزکیہ کوئی وجود نہیں کوئی جنس نہیں بلکہ ایک کیفیت ہے وہ کیفیت جو انسان کے باطن سے انسان کے اندر سے اس کے دل سے متعلق ہے۔ اور وہ کیفیت جو

کسی کے قربِ الٰہی کے مقامات کو محیط ہے وہ کیفیت جو کسی کی عظمت و بلندی کو متعین کرتی ہے وہ کیفیت جو کسی انسان کے خلوص اور صداقت کو متعین کرتی ہے

آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ تزکیہ اُس کیفیت کا نام ہے جو کسی بھی انسان میں کمالِ انسانیت یا تمام انسانی خوبیوں کا اندازہ متعین کرتی ہے اُس کیفیت کا نام تزکیہ ہے۔

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے تزکیہ فرمایا اور آپ تزکیہ کرنے کے لئے کتنی مدت لیتے تھے تزکیہ فرمانے کے لئے کتنا وقت لیتے تھے یا کورس کرواتے تھے کیسے کرواتے تھے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ انسان جتنی بھی بلندی حاصل کرے قربِ الٰہی کی اللہ کے وصال کی اللہ کے قرب کی تو سب سے اعلیٰ اور سب سے اونچا مقام نبوت ہے اس سے آگے انسان کے لئے کوئی مقام نہیں ہے۔ نبوت و رسالت کمالِ انسانی کی انتہا ہے

لیکن نبوت و رسالت کسی تزکیہ سے کسی مجاہدے سے کسی محنت سے کسی نیکی سے کسی تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی۔ نبوت و رسالت ایک وہبی وصف ہے اور تمام نبی تمام رسول تخلیقی طور پر نبی ہوتے ہیں

نبوت کے بعد انسانوں کے لئے عظیم منصب صحابی ہے سب سے اونچا مقام پوری انسانیت میں انبیاء کے بعد سب سے اعلیٰ مقام صحابیت کہلاتا ہے جس کسی کو بہت سی انتہائی بلندی۔ منازل نصیب ہو نبی اور رسول کے بعد وہ صرف صحابی ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کمال یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لاکر اُن کے سامنے پہنچ گئے وہ صحابی ہو گئے یعنی جسے بھی ایمان نصیب ہوا اور اس ایمان کے ساتھ اس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت کر لی یا حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ تو دونوں صورتوں میں ایک ہی نگاہ اگر اُس کی نگاہ وجود باجود پر پڑ گئی تو بھی اور اگر حضور کی نگاہ پاک اس پر پڑ گئی تو بھی دونوں صورتوں میں اُس ایک نگاہ سے وہ صحابی ہو گیا،

اور صحابی ہونا محض لفظی نہیں ہے بلکہ میں نے پہلے عرض کیا ہے دِل کی کیفیت اور دل کی حالت کا نام ہے جب دِل بدلتا ہے تو پھر انسان کا پورا ماحول بدلتا ہے انسان کی سوچ بدل جاتی ہے اُس کا انداز بدل جاتا ہے اُس کا اُٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا بدل جاتا ہے اُس کی دوستی اور دشمنی بدل جاتی ہے اس کے لئے اس کا دِل بے شمار تبدیلیاں لاتا ہے،

جیسے کفر اور اسلام دو حالتیں ہیں تو جو شخص کفر سے اسلام میں داخل ہوتا ہے اُس کے

سارے کام بدل جاتے ہیں ہیئت بدل جاتی ہے بنیاد بدل جاتی ہے کفر میں کیا کیا کرتا تھا کتنی چیزیں چھوڑنی پڑیں کتنی اختیار کرنا پڑیں۔

تو مقام صحابیت وہ مقام ہے جس سے وہ کیفیت دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ احکام شرعی کو غیر صحابی سے کروڑوں درجے زیادہ خلوص کے ساتھ کروڑوں اربوں درجے زیادہ دیانت داری کے ساتھ کروڑوں اربوں درجے زیادہ صدق وصفا کے ساتھ ان احکام کی پیروی کرتے ہیں۔

یعنی صحابیت اس کیفیت کا نام ہے جو کسی کے دل میں ہو۔ وہ استعداد وہ امنگ وہ آرزو پیدا کر دے کہ غیر صحابی کی نسبت اسی شریعت کے اتباع کو کروڑوں درجہ زیادہ خلوص کے ساتھ وہ ادا کرتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعد آنے والے لوگوں میں سے اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو اس ثواب کو نہیں پا سکتا جو صحابی ایک مٹھی جو خرچ کرکے پا سکتا ہے۔ کیونکہ حصول ثواب جو ہے مال کی مقدار پر اس کا سارا انحصار نہیں ہے بلکہ اس کا اصل انحصار خرچ کرنے والے کے خلوص پر ہے، کہ اس نے کتنے خلوص کے ساتھ خرچ کیا اگر ہم ساری کوشش بھی کریں اور اپنا سارا خلوص بھی پیش کریں تو ایک مُٹھی جو اور اُحد پہاڑ میں جتنا فاصلہ ہے ہمارے خلوص میں اور ان کے خلوص میں اتنا فاصلہ رہ جاتا ہے وہ بھی اس وقت جب ہم پورے خلوص سے وہ کام کرتے ہیں۔ اور اس پر جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان میں بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔

آپ دیکھیں کہ اس زمانے میں قیصر و کسریٰ کے سامنے کھڑا ہونا کوئی آسان نہیں تھا۔ یہ اتنا مشکل تھا اتنا مشکل کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے جو خسرو پرویز کو گرامی نامہ بھیجا تھا۔ تو اس کم بخت نے آپ کا گرامی نامہ لیکر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس پر تھوکا پھر اسے پاؤں کے نیچے مسلا اور قاصد سے کہا کہ بادشاہوں میں میری بدنامی ہوگی کہ اس نے قاصد کو قتل کیا ہے میں تجھے قتل نہیں کرتا ورنہ میں تیرے بھی اسی طرح ٹکڑے کر دیتا جس طرح میں نے اس کاغذ کے کیئے ہیں۔ اور تیرے جانے سے پہلے میری سپاہ وہاں پہنچ چکی ہوگی اس نے فوراً حاکم یمن کو حکم دیا کہ عرب کے اس شخص کو جس نے مجھے چھٹی بھیجنے کی جرأت کی ہے گرفتار کرکے پیش کرو۔

یمن میں اس کا گورنر ہوا کرتا تھا باذان پہنچ گیا وہ پہلے یمن گیا یمن سے پھر فوجی دستہ آیا تو اسے جب یہ حکم پہنچا تو وہ بڑا حیران ہوا اس نے کہا کہ عجیب

بات ہے عرب کو کوئی وہ اہمیت نہیں دیتے تھے
اس حد تک چھوڑ رکھا تھا کہ انہیں وہ اپنی رعیّت
بھی شمار نہیں کرتے تھے کیا فائدہ ایسی رعیّت
رکھنے کا۔ ہمیں حاصل کیا ہوگا افلاس کے مارے
ہوئے صحرا میں خانہ بدوش ان سے کیا حاصل ہوگا
اگر ہم انہیں اپنی رعیّت بنائیں گے تو اپنے پاس
سے کچھ دینا پڑے گا۔

جس طرح ہمارے ملک میں خانہ بدوش پھرتے
ہیں نہ کسی حکومت نے نہ کسی مولوی نے نہ کسی پیر
نے یہ سوچنے کا تکلف ہی کسی نے کبھی نہیں کیا یہ
جو دنیا پر پھر رہے ہیں کون ہیں مسلمان ہیں کافر ہیں
ان کی تعداد کتنی ہے یہ کھاتے کہاں سے ہیں ان
کے علاج معالجے کا کیا بندوبست ہے ان کے
بچوں کی تعلیم کا۔ کبھی کسی نے نہیں حتیٰ کہ حد یہ ہے
کہ انہیں تبلیغی جماعت نے بھی آج تک نہیں پوچھا
جو گھر گھر جاتے ہیں انہیں بھی خیال نہیں آیا آخر یہ
بھی اس ملک کے شہری ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ
یہ ہے کہ انہیں شہریوں میں کسی نے شمار ہی نہیں کیا۔
ان کا گھر ہے نہ گھاٹ نہ جائیداد ہے اب ان سے
جو بات کرے گا ان کو دینا ہی کچھ پڑے گا ان سے
لینا کچھ نہیں۔

یہی حال عربوں کا تھا تو باذان نے بڑا سوچا معقول
آدمی تھا اسے خیال گزرا کہ صحرا میں کسی میں اتنی جرأت
پیدا ہو گئی ہو کہ وہ خسرو پرویز کو چھٹی لکھے یہ بات محض اتفاقیہ
جرأت ممکن نہیں ہے کوئی حوصلہ ہے اس کے پیچھے جس نے
اسے یہ چھٹی لکھنے پر اکسایا۔ تو میں عام فوجی دستہ روانہ
نہ کروں۔ کسی ذہین اور سمجھ دار آدمی کو بھیجوں جو صحیح طریقے
سے معاملے کو سلجھا سکے تو اس نے اس کا ایک
قریبی عزیز تھا فیروز دیلمی دیلم قبیلے کا تھا اسے دیلمی
کہتے تھے وہ اس کا پرسنل سیکرٹری بھی تھا۔ امور
حکومت میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا اس نے اسے
دستہ جوانوں کا دیا اور روانہ کر دیا اسے سمجھایا کہ مدینہ
منورہ اس شخص کے پاس جاؤ کہ تم نہیں جانتے تم نے
کس کو چھٹی لکھی ہے وہ کتنی بڑی طاقت ہے۔ کروڑوں
انسان اس کے ایک اشارے پہ میدان میں کھڑے
ہو جائیں گے اس کی فوج کروڑوں میں ہے لاکھوں
میں نہیں ہے اور صحرائے عرب میں بسنے والے خانہ
بدوشوں کی کوئی بستی کوئی قریہ سلامت نہیں رہے گا
تم نے کیا کیا ہے اتنی بڑی ہستی کو چھیڑا ہے اور
اپنی طرف سے کہا کہ یہ وعدہ دینا کہ اگر آپ اپنے آپ
کو ہمارے سپرد کر دیں تو ہم یہ ضمانت دے سکتے
ہیں کہ ہم خسرو پرویز سے سفارش کریں گے وہ آپ
کو قتل نہ کرے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ساری عمر قید سے رہائی نصیب ہو گی اور
یہ سفارش ضرور کرینگے اور یہ بھی یاد رکھیں یہ بھی سفارش ہو گی ہم
اس کا حکم اختیار میں نہیں لے سکتے۔ اگر وہ نہ مانے
تو اس کی مرضی ہم ضرور سفارش کریں گے۔ کہ قتل نہ

کریں۔

اگر آپ اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے ہمارے سپرد نہیں کرتے تو پھر دیکھ لینا کہ فوج کتنی ہوگی اور آپ کا اور آپ کی قوم کا حشر کیا ہوگا۔ کوئی نہیں سمجھے گا کہ یہاں کوئی انسان بھی رہتا تھا۔

یہ بات جب انہوں نے بارگاہِ نبوی میں آکر عرض کی بڑی عجیب بات یہاں لکھی ہے مورخ نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) ایک کتاب ہے مصر کے ایک محقق نے سوانح لکھی ہے ایک بڑی کاوش ہے۔

اس واقعہ کو لے کر وہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ جو دستہ آیا تھا فیروز دیلمی لے کر ان سب کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور داڑھیاں مونڈھی ہوئی تھیں۔ تو اتنا عظیم لمحہ کہ خسرو پرویز جیسے حکمران کی طرف سے تنی بڑی دھمکی اور اتنا بڑا چیلنج مل رہا تھا وہ لکھتا ہے کہ پہلی دفعہ حضور نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا پھر وہ ایک رات اور ایک دن وہاں رہے آپ کا جواب لے کر گئے دوبارہ حضور نے انہیں آنکھ اٹھا کر دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں تھے کافر تھے لیکن اس حلیے سے آپ کو اتنی نفرت تھی اتنی بڑھی ہوئی مونچھوں سے صفا داڑھی سے کر دوبارہ آپ نے اس طرف نگاہ نہیں اٹھائی بات جب ان سے ہوئی تو حضور نگاہ دوسری طرف رکھتے تھے ان کو دیکھ کر بات نہیں کرتے تھے

آپ نے فرمایا تم ٹھہرو آج رات۔ وہ بادشاہ کو رب کہا کرتے تھے ہمارے مالک نے کہا ہمارے بادشاہ نے کہا ہمارے رب نے کہا۔ آپ نے فرمایا مجھے بھی اپنے رب سے جواب لے لینے دو تمہاری اس دلیل کا میرا رب کیا فرماتا ہے۔ جو جواب میرا رب مجھے دے گا وہ میں تمہیں دے دوں گا صبح جب ہوئی تو حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تمہارے بادشاہ کو تمہارے رب کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے تو جب بادشاہ مر گیا اس کا حکم ختم ہو گیا جاؤ اور نئے بادشاہ سے نیا حکم حاصل کرو۔ تمہارا بادشاہ ہی نہیں رہا تو اس کا حکم بھی ختم ہو گیا اب اس کا جواب دینا بھی میرے لئے ضروری نہیں ہے۔

تو انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر یوں عرض کی کہ آپ پہلے سے بہت بڑی بات کر رہے ہیں۔ یہ جو آپ نے پہلے خط لکھا اس کو آپ جو دوبارہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں یہ تو اس سے عجیب تر بات ہے اور آپ سوچ لیں اس کا انجام کیا ہوگا۔

آپ نے فرمایا مجھے انجام سے غرض نہیں ہے تم پیغام لے آئے تھے پیغام لے کر چلے جاؤ تو انہوں نے وقت تاریخ نوٹ کر لی آج فلاں تاریخ ہے۔ جب وہ باذان کے پاس پہنچے یمن میں تو انہوں نے باذان سے کہا کہ بڑی عجیب بات ہے وہ شخص کہتا

ہے خسرو پرویز رات قتل ہو گیا اس کے بیٹے شیرویہ نے ہی اُسے قتل کر دیا ہے۔ جب وہ قتل ہو گیا اس کا حکم مر گیا نیا بادشاہ ہوگا اس کا حکم لانا میں جواب دونگا۔

وہ آپس میں ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے اس کی تصدیق کیسے کی جائے ہمارا قاصد اگر وہاں جائے گا۔

بادشاہ ناراض ہوگا کہ تم نے گرفتار نہیں کیا تم نے کیا تماشا کر رکھا ہے اسی سوچ بچار میں تھے کہ شیرویہ کا قاصد پہنچ گیا کیونکہ وہ رات سے چلا ہوا تھا تو اس نے آکر حکم دیا کہ بادشاہ مر چکا ہے شیرویہ تخت نشین ہو چکا ہے اور اس نے کہا کہ اس شخص کے ساتھ کچھ نہیں کرو گے جس کی گرفتاری کا بادشاہ نے حکم دیا تھا۔

اُس بات کی تصدیق جب انہیں ہوئی تو انہوں نے وہیں کہہ دیا کہ ہمیں اب شیرویہ سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہم تصدیق کرتے ہیں کہ یہ شخص اللہ کا نبی اور رسول ہے۔

اُنہیں دولت ایمان نصیب ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سمجھ لیا ہے کہ اِس شخص کی مخالفت اتنی سخت بات ہے کہ جس نے وہاں بیٹھ کر اس کے والا نامہ کو کاٹا از خود اس کا جگر چھلنی ہو گیا خدا نے اس کا بیٹا اس پر مسلط کر دیا۔

جس طرح اس طرح کاٹ تھی اس سے کروڑوں گنا زیادہ حضور کی توجہ میں تاثیر تھی کہ جو ایمان نہ لایا جس نے مخالفت کی وہ اس طرح برباد ہوا اور جسے ایمان نصیب ہوا وہ ایک نگاہ میں صحابیت کے مرتبے پہ فائز ہو گیا۔

اور صحابیت اس عجیب کیفیت کا نام ہے جو قرب الٰہی کے منازل کی تعین کرتی ہے اور اس کے حساب سے اس شخص کا ظاہر بھی بدلتا چلا جاتا ہے اور ظاہر اس طرح سے بدلتا ہے کہ آپ خود جانتے ہیں کہ تاریخ میں بدترین انسان ابو جہل اور جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ میری اُمت کا فرعون ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے شدید تر ہے اس میں تکبر ضد کفر اور اکڑ جو تھی وہ بہت زیادہ تھی حتیٰ کہ جب قتل ہوا تو عجیب واقعہ ہے کہ۔

دو لڑکے تھے مدینہ منورہ کے نو عمر ایک پیش ہوا کہ میں بھی بدر میں ہم رکاب ہونگا حضور نے اجازت فرما دی دوسرے کو جب پتہ چلا تو اس نے اجازت چاہی تو اس کو حضور نے منع فرما دیا کہ تم کم سن ہو۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے اس کو اجازت دے دی ہے فرمایا وہ تو اچھا تگڑا ہے اُس کی عمر آپ سے زیادہ ہے تو عرض کی یا رسول اللہ میری اس کے ساتھ کشتی کرالیں جب میں اس پہ غالب آجاؤں

تو پھر مجھے بھی اجازت دے دی جائے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

کشتی لڑکے دیکھے تو دونوں کو جب کشتی لڑایا گیا تو اس چھوٹے والے نے بڑے والے سے کہا کہ اگر گر جاؤ تو تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا مجھے اجازت مل جائے گی۔

وہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور جنگ بڑی ہیبت ناک چیز ہے پھر مکہ کے چنے ہوئے جنگجو جوان ہیں اور اس طرف اسلحہ کی کمی تعداد کی کمی راشن کی کمی ہر طرح کی کمزوری موجود ہے اور بظاہر دیکھنے میں یہ بالکل قطعی یقینی نظر آتا ہے سوائے موت کے دوسرا کوئی انجام نہیں۔ اس کے باوجود یہ جرأت رندانہ یہ جذبہ یہ ایثار کسی نے دیا صحابیت نے۔

ایک صحابی میدان میں جب جنگ ہو رہی تھی تو ایک انصاری صحابی بیان فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ میرے دونوں طرف دو نوعمر لڑکے آ گئے ہیں اور دونوں اپنی اپنی طرف سے پوچھتے ہیں کہ ابوجہل کو پہچانتے ہیں آپ وہ کہاں کھڑا ہے تو وہ فرماتے ہیں میں نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا کہ تم نے ابوجہل کو کیا کہنا ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہم ہر روز یہ محفلوں میں سنا کرتے ہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی اور حضور کو ایذا پہنچائی۔ تو اس نے کہا کہ پھر تم کیا کرو گے انہوں نے کہا آپ ہمیں دکھا دیں کہ وہ شخص کون ہے کس جگہ کھڑا ہے پھر ہم جو کریں گے وہ آپ دیکھ لیں گے تو وہ فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران ہوا کہ یہ لڑکے کتنے کیا ہیں اور کہا کہ فلاں گھوڑے پر جو شخص سوار ہے وہ گھوڑا اس رنگ کا اس پر جو شخص ہے وہ ابوجہل ہے۔

تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کتنی تیزی سے وہاں پہنچے وہ کافروں کے لشکر کے بھی قلب میں کھڑا تھا تو کافروں نے بھی یہی سمجھا کہ یہ لڑکے کیا بھاگ دوڑ کر رہے ہیں انہیں تب پتہ چلا جب وہ اس کے گھوڑے کے گرد ہوئے۔ تو ایک کو تلوار پڑی تو اس کا یہ کندھا یہاں سے کٹ گیا اتنا کٹا کہ ایک تسمہ باقی رہ گیا ہڈی ساری کٹ گئی وہ دیوانہ وار لڑ رہے تھے وہاں قلب لشکر میں جا کر۔ لڑائی میں اس کا بازو آگے پیچھے ہوتا تھا اسے اڑاتا تھا اسے نے نیچے ہو کر پاؤں کے نیچے دے کر جھٹکا دیا تو تسمہ ٹوٹ گیا یہ لڑائی میں رکاوٹ پیدا کرتا تھا بالآخر ان دونوں نے ابوجہل کو گرا لیا۔ اور دونوں زندہ واپس آ گئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ کا گھمسان چھٹا بادل چھٹے زخمیوں کو دیکھتے پھر رہے تھے تو ابوجہل کو دیکھ کر پلٹے۔ اس نے

انہیں اپنے سینے پہ سوار دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ ایک چرواہا ہو کر تو بہت عظیم جگہ پر سوار ہے ابھی اس کے ذہن میں وہی تکبر وہی شے باقی تھی تو انہوں نے فرمایا دشمن خدا میں تیرا گلا کاٹ دوں گا اگر تو ایمان قبول کرتا ہے مجھے بتا نہیں کرتا تو میں تیرا گلا کاٹ لوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ میری گردن کو یہاں سے رگڑ کر کاٹنا بالکل کندھے کے ساتھ سے کاٹنا کہ دوسرے سروں میں میرا سر بڑا ہو اونچا ہو پتہ چلے یہ سردار کا سر ہے۔ انہوں نے یہی بات آکر جب بارگاہ نبوی میں آکر بیان کی تو

حضور نے فرمایا کہ میری امت کا فرعون موسیٰ کے فرعون سے بھی سخت تر تھا کم از کم مرتے وقت تو اس نے کہا کہ میں تو یہ کرتا ہوں اس کی اللہ نے توبہ قبول نہیں کی یہ ایسا ظالم تھا کہ مرتا مر گیا لیکن اس کے ظلم میں اس کے تکبر میں فرق نہیں آیا۔

اسی ابوجہل کا بیٹا تھا عکرمہ یہ کندھا جو اس بچے کا کٹا اسی عکرمہ کی تلوار سے کٹا اور یہی سختی یہی شدت یہی تکبر اس میں بھی تھی فتح مکہ تک ہر جنگ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اس نے لڑائی میں حصہ لیا بالکل باپ کے نقش قدم پر تھا۔ تو فتح مکہ کے بعد اس نے ارادہ کیا کہ کہیں بھاگ جاؤں کسی دوست سے مشورہ چاہا کہ میں کہاں جاؤں وہاں سے نکل بھی گیا کسی دوسری جگہ پہنچا بھی جہاں پہنچا وہاں جو اس کے دوست تھے انہوں نے کہا دیکھو عکرمہ اس دھرتی پہ بھاگنا فضول ہے یہ زمین اس کے پاؤں کے نیچے ہے جب تم مکے کو بہت بڑا محفوظ قلعہ سمجھتے تھے وہ تمہیں پناہ نہیں دے گی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ واپس انہی کے پاس چلے جاؤ۔

اس نے کہا تو عجیب بات کہتا ہے اس کی بعثت سے لیکر آج تک جو ظلم مجھ سے ہو سکا میں نے اس کے خلاف روا رکھا لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بھلا کیسے جا سکتا ہوں اس نے کہا کہ یہی وجہ ہے

. . . .

. . . . کہ تو نے اس کے پاس جا کر نہیں دیکھا تو جا کر تو دیکھ کہ وہ کیسی ہستی ہے اور جانے سے کیا بنتا ہے۔ اگر تو بھاگتا ہوا پکڑا گیا تو مارا جائے گا اور اگر تو اس کے سامنے گیا تو بات تو ایک ہی ہے تو گرفتار ہو جائے گا تجھے قتل کر دے گا۔ کوئی فرق تو نہیں پڑے گا دونوں صورتوں میں بھاگتا ہوا دو سال چار سال بعد پکڑا جائے گا اگر آج چلا گیا تو پہلے چلا جائے گا دو سال تین سال کی جو مدت ہے یا دس سال تو بھاگتا رہے تو یہ بھی تو تیری آرام سے نہیں کٹے گی بھاگتے ہی کٹے گی تو اس سے بہتر ہے کہ آدمی مر جائے چلا جائے سامنے جا کر پیش ہو جا اور اگر قتل کرتا ہے تو دیکھ لے۔

یہ بات اس کے دل کو بھلی لگی کہ مرنا تو ہے ہی

وہ یہی سمجھتا تھا کہ جب میں پیش ہوں گا تو فوراً میرا سر اڑا دیا جائے گا اس نے کہا یہ بات تیری مجھے پسند ہے کہ اب میں اپنی اس سرداری کو بحال نہیں کر سکتا اب ہمارا شہر ہی فتح ہو گیا وہ بات ہی گئی مکہ ہی گیا قریش مکہ کی سلطنت ہی گئی عظمت بڑائی سب کچھ گئی اب تو اگر میں کچھ عرصہ رہوں بھی تو وہ بھاگ دوڑ میں معزور کی ہی حیثیت سے رہنا ہے تو بہتر ہے اگر مارا جاؤں تو میں تیری بات مانتا ہوں۔

تو جب سامنے آیا تو اس نے ایک مختلف ہستی کو سامنے دیکھا جو وہ توقع رکھتا تھا کہ جاتے ہی مجھ پر گرجے گا برسے گا میرے قتل کا حکم صادر کر دے گا۔

اس نے کہا عکرمہ تو ابھی تک اللہ کی رحمت سے محروم ہے تو اب بھی اپنے لئے خدا کی رحمت کا طلب گار نہیں ہے اب بھی خدا اگر تجھے بخش دے معاف کر دے تو جانتا ہے تو نے کتنے ظلم کیے ہیں اگر یہ بھی تیرے معاف کر دے خدا اور تجھے اپنا مقبول بندہ بنا لے تو کیا اب بھی تو اس سے بھاگتا ہے۔

تو وہ لرز گیا کہ جس ہستی کی ایذا کا ساری عمر میں نے تہیہ کیے رکھا وہ میرے حق میں بھی اتنی کریم ہے کہ مجھے بھی وصال اسی کی دعوت دے رہی ہے ہم ہی بدبخت تھے جو آپ کو سمجھ نہیں سکے مسلمان ہو گیا پھر۔

اور پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا کمال دیکھیے کہ عکرمہ ابوجہل کا بیٹا جب مسلمان ہو گیا تو اس میں اتنی تبدیلی آئی کہ قادسیہ میں شہید ہوا ہے وہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد عہد فاروقی میں قادسیہ کی جنگ ہوئی۔ جنگ قادسیہ میں وہ شہید ہوا تو ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا زاد بھائی کو دیکھ رہا تھا گھوڑے پر سوار تھا اور مجھے نظر نہیں آ رہا تھا تو میں نے کہا زخمیوں میں تلاش کرتا ہوں شاید کہیں زخمی ہو کر گر گیا ہو گا میں زخمی دیکھنے لگا تو مجھے اپنا بھائی نظر آ گیا لیکن اس میں کچھ ہی دم باقی تھے۔ خون فوارے کی طرح بہہ رہا تھا گرم ریت پر زخموں سے چور پڑا تھا اور خون بہہ رہا تھا میں نے دیکھا کہ ہونٹوں پر پپڑیاں سی جم رہی ہیں۔ جنگ کر رہا تھا صبح سے دوپہر تک تھکا ہارا تھا۔ پھر جسم کا سارا خون بھی نچڑ گیا زخم لگے جگر چھلنی ہو گیا وہ کہتے ہیں میں نے سوچا دل میں اب میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ کم از کم ایک دو گھونٹ پانی تو اس کے حلق میں ڈال دوں اس کا حلق تو تر کر دوں سکرات الموت بھی ہے اور دن بھر کی پیاس بھی ہے

تو فرماتے ہیں میں نے اپنی کمر بند سے چھاگل کھولی اور اس کے قریب گیا اس کے سر کو اٹھایا گھٹنے پہ رکھا چھاگل اس کے منہ میں انڈیلنا چاہی ایک زخمی تڑپا اور اس کے منہ سے نکلا العطش العطش مجھے

پیاس ہے اُس نے مجھے منع کر دیا اور کہا کہ پہلے اُسے دیں۔ فرماتے ہیں جب میں اُس کے پاس پہنچا تو دیکھا وہ عکرمہ تھا ابوجہل کا بیٹا رضی اللہ تعالٰی عنہ' کہاں سے لیا حضور اور کہاں پہنچا دیا۔

فرماتے ہیں جب میں اُسے پانی پلانے لگا۔ تو اُس نے کہا میرے ساتھ ایک مسلمان لڑتا ہوا گرا تھا اُسے دیکھ پہلے اُسے دے کر آ وہ کہتے ہیں یہ وہی عکرمہ ہیں جو ابوجہل کا بیٹا ہے۔

جان لبوں پر ہے جگر چھلنی ہے صحرا تپ رہا ہے زندگی کا کوئی لمحہ باقی ہے دن بھر کی پیاس بھی ہے اور اُس کے ساتھ موت کی شدت اور سکرات بھی ہے لیکن ایثار کے اُس درجہ پر کھڑا ہے کہ کہتا ہے کہ مجھے خبر ہے میرے ساتھ ایک اور ساتھی مسلمان گرا تھا پہلے اُسے پانی دے کر آ۔

وہ فرماتے ہیں جب میں اُسے تلاش کرتا ہوا پہنچا تو وہ شہید ہو چکا تھا واپس عکرمہ کے پاس پہنچا تو شہید ہو چکا تھا۔

یعنی مقامِ صحابیت کی عظمت یہ ہے کہ جگر چھلنی ہے جان لبوں پر ہے پھر بھی ایثار اور اطاعت پیغمبر یاد ہے۔ اس لمحے بھی کوئی اپنی ذاتی رائے اُس لمحے بھی کوئی نہیں وہاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا خیال ہے کہ کسی بات میں اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا ہے اور یہ مقام بلند یہ مرتبہ بلند یہ منصب بلند حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ایک نگاہ کا صدقہ ہے یعنی حضور تزکیہ اس درجے کا فرماتے ہیں کہ ایک نگاہ جس مومن پر پڑ گئی یا جس مومن کی ایک نگاہ حضور پر پڑ گئی وہ صحابی بن گیا۔

اب یہاں کئی چیزیں پیدا ہوتی ہیں یعنی ایک تو تعلق ہے ایمان کا اس کے علاوہ کچھ تعلقات خون کے اور رشتہ داری کے بھی ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنکا تعلق بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے اور صحابی بھی ہیں۔ جب خون کا رشتہ بھی ہے اور نور ایمان بھی ہے تو یہ نور علی نور ہو جائے گا۔

اس طرح یہی مرتبہ ازواج مطہرات کا ہے کہ انہیں نہ صرف صحابیت پیامبر حاصل ہے بلکہ قرب پیامبر اپنے رشتے اور تعلق کی بنا پر بھی وہ حاصل ہے جو صرف اُنہی کا حصہ ہے۔

یہی حال اُن کا ہے جن کی بیٹیاں حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گھر تھیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صرف صحابہ نہیں تھے رشتہ دار بھی تھے۔

یہی حال اُن صحابہ کا ہے جن کے گھر حضور کی بیٹیاں تھیں کہ وہ نہ صرف صحابی ہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے داماد بھی ہیں

اور یہی رشتہ اولادِ پیامبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

کا ہے کہ وہ نہ صرف صحابی ہیں نہ صرف صحبت رسول کا ان پر انعام ہے بلکہ وہ اولاد پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔

تو جب عکرمہ ابوجہل کا بیٹا صحابی بن کر اتنا بدل سکتا ہے تو جو حضورؐ کے گھر میں پیدا ہوئے اور آپ کی گود میں پلے بڑھے ان میں کس درجے کا ایثار کتنی وفا اور کتنی اطاعت پیامبر اور کتنی اطاعت خدا کا احساس کس حد تک ہونا چاہیئے۔ اور انسان ان سے کیسی امید رکھ سکتا ہے اس کا نظارہ ہمیں آپؐ کی اولاد کا ایثار میدان کربلا میں دیکھ کر ہوتا ہے۔ کہ واقعی صحبت پیامبر اور خون پیامبر ان دونوں نے مل کر کے کیسا عجیب انسان پیدا کیا۔ اور انسانیت کی کن عظمتوں اور کن جراتوں سے اُسے آشنا کر دیا۔

جو میری تحقیق ہے اور جسے میں درست سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ کربلا میں کفر و اسلام کی جنگ نہیں تھی معیار انسانیت کی جنگ تھی کفر مقابلہ میں نہیں مقابلے میں ایک معیار تھا کہ حضرت حسینؓ کہتے تھے کہ یزید اس معیار کا نہیں ہے کہ اسے میں خلافت پہ متمکن دیکھوں۔ اور اس کی تائید بھی کر دوں۔

لیکن جیسا کہ اکثر یہ کہا جاتا ہے شیعوں کا تو عقیدہ ہے اور اہل سنت میں بھی ان سے سن سن کر یہ رواج پکڑ چکا ہے کہ یہ کفر اسلام کی جنگ تھی۔ اگر حضرت امام حسینؓ نہ ہوتے تو وہاں کفر غالب آجاتا اور حضرت امام حسینؓ نے سر دے کر کلمے کو بچا لیا تو اس نظریے کو بھی اگر مان لیا جائے تو یہاں سوال تو یہ فٹ بیٹھتا ہے کہ وہ کلمہ کونسا تھا جس کو حضرت حسینؓ بچانا چاہتے تھے۔

جب دین کو بچایا کلمے کو بچایا تو وہ کلمہ وہ دین کونسا تھا ایک کلمہ تھا اسلام کا جواب بھی ہے وہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا اور قرآن کی آیات بن کر اس کے دو جزو ہیں دو آیات ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ دونوں جزو قرآن کریم میں موجود ہیں لا الہ الا اللہ بھی موجود ہے اللہ کے قرآن میں اور محمد رسول اللہ بھی موجود ہے قرآن کریم میں تو اگر جنگ کلمے کی تھی تو یقیناً کوئی شخص اس کلمے کو بڑھانا چاہتا ہو گا یا گھٹانا چاہتا ہو گا تب کلمے پر جنگ ہوئی ہو گی۔ اگر لڑائی کلمے پر تھی تو کوئی شخص ایسا ہو گا جو اس میں کوئی کمی بیشی کرنا چاہتا ہو گا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا ہو گا کہ ہم اس کلمے کو بڑھنے گھٹنے نہیں دیں گے۔

جو کلمہ حضور پر نازل ہوا تھا یہی تھا اور جس سے لاکھوں مسلمانوں کو نور ایمان نصیب ہوا اور وہ مقام صحابیت پہ فائز ہوئے یہی تھا۔

خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا گیا تو وہ کلمہ یہی تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب حضرات حسنین پیدا ہوئے تو جو کلمہ انہیں سنایا گیا وہ یہی تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضور دنیا سے تشریف لے گئے کلمہ یہی تھا خلافت صدیقی میں فاروقی میں عثمانی میں خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت میں کلمہ یہی تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی بیس سالہ دورِ خلافت میں یہی کلمہ بھی تھا یہی حسین بھی تھا اور یہی حسن بھی تھا اور ایک لاکھ انتیس ہزار دینار سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا حسنین کریمین کو بیت المال سے اور اُن کی عزت اور جو مرتبہ تھا اُس کے وہ مستحق تھے۔

اَب اگر یزید آگیا اور اس کو حضرت نے قبول نہ فرمایا تو میری تحقیق تو یہ ہے کہ یزید با کردار انسان نہیں تھا صالح انسان نہیں تھا نیک نہیں تھا اور حضرت نے اُس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ منصب نیک لوگوں کے لئے ہے بدکاروں کو مسلمانوں کا خلیفہ تسلیم نہیں کرنا چاہئے جیسے آپ لوگوں نے ریفرنڈم میں نیک لوگوں کو ووٹ دیئے اس طرح اُس دور میں بھی سب نیک لوگوں کو چنا جاتا تھا۔ جو چور ہو اُچکا ہو چوہدری ہو لے سے لوگ کامیاب کر کے نمائندہ بنا دیتے ہیں اور پھر مسلمان کے مسلمان بھی رہتے ہیں۔

تو حضرت حسین نے اس طرح ووٹ دینے سے انکار کر دیا لیکن اگر کلمے کا ہی سوال تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد کلمے میں تبدیلی کس نے کی نیا کلمہ کس نے بنایا۔

یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جس کے پاس بھی اب نیا کلمہ ہے جس نے کلمے میں کچھ گھٹایا بڑھایا ہے یقیناً اُس نے حضرت حسین کی گردن کاٹی چونکہ اُن کا جو تھا مقابلہ وہ تو اس بات پہ تھا کہ کلمہ وہی رہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے جو حضور نے سکھایا ہے جو حضور فرما گئے تو جو یقیناً اس کے مقابل ہو گا وہ جو کلمے میں کچھ بڑھانے کا یا گھٹانے گا۔ اگر اُسی کلمے پہ وہ متفق ہیں تو پھر کلمے کی تو لڑائی نہ ہوئی پھر تو اسلام تو خطرے میں نہ ہوا اور یہ تو کوئی اور بات ہوگی اور اگر واقعی کلمے پہ جھگڑا تھا اور کلمے کی حفاظت کی حضرتِ حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے تو کلمہ یہ صرف کلمہ نہیں ہے۔

جیسے میں آپ کے سامنے پہلے عرض کر چکا ہوں اس کلمے میں ایک کیفیت ہے یہ انسان کو بدل دیتی ہے جو کلمہ قبول نہیں کرتا اُس کی زندگی اور طرح سے ہوتی ہے اور جو یہ کلمہ پڑھ لیتا ہے اُس کی زندگی بدل جاتی ہے اُس پر بے شمار چیزیں حرام ہو جاتی ہیں بے شمار حلال ہو جاتی ہیں۔ بے شمار کام جائز ہو جاتے ہیں اُس کے لئے اور بے شمار کاموں سے روک دیا جاتا ہے کہ یہ جائز نہیں ہیں کیوں اس لئے کہ تو نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔ اور جو کلمہ پڑھے

اس کے لئے یہ درست نہیں ہے۔ بے شمار فرائض اس پہ وارد ہوتے ہیں تو اسے نماز پڑھنی ہے روزہ رکھنا ہے۔

اب کوئی اگر کافر پچاس سال کی عمر میں اسلام قبول کرے تو باقی پچاس سال کی پچھلی نمازیں قضا نہیں کرے گا۔ وہ تو اس پر فرض ہی نہیں تھیں وہ تو کافر تھا فرض ہوتیں تو قضا کرتا۔ جب کلمہ پڑھا تب فرض ہوئیں۔ اب اگر کسی نے کلمہ پڑھ لیا تو ظہر کا وقت تھا۔ لیکن اس نے غسل کیا کپڑے بدلے ظہر کا وقت نکل گیا تو ظہر وہ قضا کرے گا۔ وہ اسے پڑھنی ہو گی کیونکہ ظہر کا وقت تھا اور وہ کلمہ پڑھ چکا تھا تو اگر غسل کرنے نماز تصحیح کرنے میں وقت نکل گیا عصر ہو گئی تو ظہر اسے قضا کرنی پڑے گی اس پر فرض ہو گئی تو اسی دن کی فجر وہ قضا نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس وقت تو وہ مسلمان ہی نہیں تھا

یعنی کلمے کے بے شمار مالۂ وما علیہ ہیں جو چیزیں اس کے ساتھ آتی ہیں اور جو چیزیں اس کے ساتھ چلی جاتی ہیں تو گویا کلمے کو بدلنا پورے دین ہی کو بدلنا ٹھہرا جو بھی شخص کلمہ بدلے گا وہ صرف کلمہ نہیں بدلے گا یہ اصول ہے کہ وہ پورا دین بدلے گا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قوم نے کلمہ بدلا اجزاء بڑھائے کیا باقی دین کو اس نے معاف کر دیا ہرگز نہیں وضو بدلا نکاح بدلا جنازہ بدلا رمضان کے احکام بدلے بیع وشرائع کے احکام بدلے زکوٰۃ کا معیار بدلا آپ کے سامنے ہے

یعنی پورے کا پورا دین بدلا جب کلمہ بدلا تو پھر پورا دین بدلا تو یہ بڑی شہادت ملتی ہے کہ حضرت حسینؓ کا قاتل وہی طبقہ ہے جس نے یہ تبدیلیاں پیدا کیں۔

جو ان تبدیلیوں کے حق میں نہیں ہے اسی کلمے پر اسی نماز روزے پر اسی حلال و حرام پر اسی فرض وسنت پر قائم ہے جس پر حضرت حسینؓ شہید ہوئے وہ یقیناً حضرت حسینؓ کا پیروکار اور غلام ہے۔

اگر ہم محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں مجھ کو آپ کو ہم سب کو اگر یہ دعویٰ ہے کہ ہم دین نبوی کے پیروکار ہیں اور ہم حضور کے صحابہ سے حضور کے اہل بیت سے حضور کے خاندان سے حضور کی اولاد سے حضور کے دین سے محبت رکھتے ہیں تو ہماری وہ محبت کہاں ہے کہ ایک فرقہ ضالہ ایک گمراہ فرقہ کو حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کئے دے رہا ہے اور حکومت کمیٹیاں بنا رہی ہے شیعہ مطالبات سننے کے لئے کمال ہے حد ہو گئی۔

اور ہم یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کی تعداد ملک میں ڈھائی فیصد ہے یعنی سو کے پیچھے ڈھائی آدمی شیعہ۔ اور یہ ساڑھے ستانوے فیصد محبان رسول اور محبان

اہل بیت کہاں سو رہے ہیں۔ ہم نے تو نہیں سُنا
آپ سے کہ دین اسلام کے نفاذ کی تو دور کی بات
ہے کبھی آپ نے یہ کہہ دیا ہو کہ خدا کے لئے یہ کفر
تو ہم پر نافذ نہ کرو۔

یعنی اُن کے مقابلے میں جس جذبے سے
وہ کہہ رہے ہیں کہ فقہ جعفریہ نافذ کی جائے اُس
جذبے سے یہ کہنا کہ قرآن و سنت کا نظام کیوں نہیں
نافذ کیا جاتا۔ وہ تو دُور کی بات ہے

آپ تو اس بات سے بھی گئے گزرے ہیں کہ ہم
حکومت کو یہ کہہ سکیں کہ یہ کفر ہم پر مت لادو۔

تو میرے بھائی صرف دعدول کی گرما گرمی سے
یا تیرے چند سجدوں سے کچھ نہیں ہو گا آج پھر تیرے
سامنے کارزار کرب و بلا ہے اور تیرے قافلے کو
ایک بھی حسینؓ نظر نہیں آتا۔ اگر ہوتا تو شاید مجھے
اور آپ کو بولنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی جب
اُس وقت کسی نے تبدیلی چاہی تھی تو ساری اُمت
کی جگہ اس ایک شخص نے کفارہ ادا کر دیا تھا۔ اب
چودہ صدیاں بیت گئیں اس قربانی کو سے

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

چودہ سو سال بعد اس ملک میں میرے اور آپ کے
سامنے کارزار کربلا ہے اور پھر ایک طبقہ یہ کہتا ہے
کہ وہ کلمہ جو ہم نے ایجاد کیا ہے وہ فقہ جو ہماری
بنائی ہوئی ہے اور وہ بات جسے ہم دین کہتے ہیں
وہ ان سب پہ لاگو کر دو۔

تو میرے بھائی صرف نمازیں نہیں اس کے
ساتھ مجھے اور آپ کو یہ فکر بھی کرنا ہو گا یہ بھی سوچنا
ہو گا کہ اس کی کیا تجویز ہو اب کون حسین بنتا ہے
اور کون اس کے پیچھے چلتا ہے پھر تلاش تو کرنا ہو گا۔

تو کہیں کسی کونے میں کوئی ایسا شخص مل جائے جس
میں جذبۂ حسینیؓ کا کوئی کروڑواں حصہ بھی پایا جائے تو وہ بھی انشاء اللہ
اس مشکل کو حل کر سکتا ہے شرط یہ ہے کہ کہیں سے کوئی ایسا دل صاحب
دل تلاش کیا جائے پھر کسی کو تلاش کر کے لاؤ میدان جنگ
میں اس کے خون کے چھینٹے اڑیں اور وہ دامن اسلام سے
اس داغ کو دھو دے۔ ورنہ نہ میں بچ سکوں گا اور نہ آپ۔

کل حساب ہو گا اللہ کی بارگاہ ہو گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
جلوہ افروز ہوں گے حضرت حسینؓ بھی وہیں ہوں گے وہیں ہم اور آپ
جب پیش ہوں گے تو وہیں جب یہ بات ہو گی کہ تم نے حق کو
بچانے کے لئے اور باطل کے غلبے کو اپنے سے ہٹانے
کے لئے کیا کیا تو اس وقت کا جواب ہمیں آج دینا ہے۔ تاریخ
کو قوم کو ملک کو دین کو خداوند عالم مسلمانوں میں
اتفاق و اتحاد اور جذبہ ایثار قائم فرمائے

وآخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین

صوم ہے ایمان سے....

کھانا انسان کی زندگی قائم رکھنے کے لئے ہے یا انسان کی زندگی اس لئے ہے کہ اسے صرف کھانے پینے کی لذتوں میں بسر کیا جائے۔موجودہ مادی دنیا نے شق دوم کو اختیار کیا ہے۔اور اس کا عمل بھی اسی پر ہے۔دین نے شق اول کو اختیار کیا ہے اور اپنے پیروؤں کو اس پر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔

اسلام دین فطرت کا دوسرا نام ہے۔اس میں کوئی شے فطرتِ انسان اور فطرت کائنات کے مخالف نہیں ہو سکتی۔وہ ایک طرف اپنے پیروؤں کو جائز لذتوں سے لطف اٹھانے کی بار بار دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف قدم قدم پر لاتُسرِفُوا کہہ کر دائرۂ اعتدال سے باہر قدم نہ رکھو، کی تاکید بھی کرتا ہے، لذتوں پر جھک پڑنے کا نام فسق ہے۔نفسِ انسانی میں لذتوں پر جھک پڑنے کا قدرتی میلان موجود ہے۔انسان اکثر انہی لذتوں پر گرتا ہے اور ایسا گرتا ہے کہ انسانیت سے گذر کر بہیمیت کے غار تک پہنچ جاتا ہے۔روح کو چاہیئے کہ روز بروز لطافت کی جانب ترقی کرتی جائے تاکہ جب جسم سے جدا ہو جانے کا وقت آئے تو اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کرکے جو ازسرتا پا نور و لطافت ہے وصل و وصال کا وہ انتہائی لطف و سرور حاصل کرے جس کا نام مذہبی اصطلاح میں جنت ہے۔لیکن انسان جب فسق میں مبتلا ہو جاتا ہے، یعنی ان مادی لذتوں میں پڑ جاتا ہے جو اس کی روحانی صحت کے حق میں مضر ہیں تو رفتہ رفتہ اس کی روح کثافت اور گندگی میں آلودہ رہنے لگتی ہے یہاں تک کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد اس میں اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کی صلاحیت باقی نہیں رہتی اور مجبوراً اسے تنزل کرکے مادہ کی کثافتوں اور آلائشوں کے مرکز سے آمیز ہونا پڑتا ہے جو اس سے کوئی بھی طبعی خلقی مناسبت نہیں رکھتے اس لئے اسے انتہائی اذیت و تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور اسی کو مذہب کی اصطلاح میں دوزخ کہتے ہیں۔

اسلام خلق اللہ کو راحت و سرور کی انتہائی منزل تک پہنچانے کا بہترین راہبر ہے اس نے

چن چن کر اپنے نظام و آئین میں وہی باتیں رکھی ہیں جو روح کی فطری صلاحیت کو بڑھائیں اور گندگی اور کثافت میں آلودہ ہونے سے اسے محفوظ رکھیں ان سب تدبیروں سے ایک اہم تدبیر کا نام روزہ ہے، محض بھوکا اور پیاسا رہنا یا خواہ مخواہ کسی کو بھوک پیاس کی تکلیف میں مبتلا کرنا ہرگز روزہ کا مقصد نہیں۔ روزہ کی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ انسان کچھ دیر کے لئے تمام اہم لذات مادی کی طرف سے بے توجہ ہو کر روح کو اپنی صفائی اور پاکیزگی کی جانب متوجہ ہونے کا موقع دے قرآن پاک میں روزہ کی غایت دو لفظوں میں فرمادی لعلکم تتقون (تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ) تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں بچنا بچنا کس شے سے؟ ہر اس شے سے جو روح کی پرواز ترقی میں حائل ہوتی ہے، ہر اس شے سے جو روح کے جوہر لطیف کے حق میں زہر کا اثر رکھتی ہے، ہر اس شے سے جو روح کو کثافتوں اور آلائشوں کی دلدل میں پھنسائے رکھتی ہے قرآنی بلاغت کا یہ معجزہ ہے کہ اس سارے مفہوم کو ایک لفظ لعلکم تتقون کے ذریعہ ادا کر دیا۔

نماز اور روزہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے دو جداگانہ چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی حقیقت کے کے ایجابی اور سلبی، مثبت اور منفی دو پہلو ہیں۔ نماز کی حیثیت فاعلی ہے یعنی دربار خداوندی میں حاضری دو اور اپنی روح جزئی کا براہ راست تعلق روح کلی سے پیدا کرو۔ روزہ کی حیثیت انفعالی ہے یعنی ان چیزوں سے بچو جو اس راہ میں حائل ہوتی ہیں اور روح کو اس رفتار ترقی کے ناقابل بناتی ہیں۔ طبیب حاذق علاج بھی کرتا ہے اور پرہیز بھی لیتا ہے۔ شفا اسی وقت ممکن ہے جب مریض دونوں ہدایتوں پر عمل کرے نماز بمنزلہ دوا ہے اور روزہ بمنزلہ پرہیز دوا اور پرہیز کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ظاہر ہے۔

یہیں سے ہے کہ دنیا کے کامل ترین انسان کو نماز کے بعد جو عبادت سب سے زیادہ محبوب تھی وہ روزہ تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے کہ اہل خاندان اور صحابہؓ بعض اوقات دنگ رہ جاتے تھے۔ وجہ کھلی ہوئی ہے کہ اعلیٰ ترین روح کو روحانی پاکیزگی اور صفائی کے نمونے بھی بہترین اور کامل ترین دکھانے تھے دیکھنے والوں نے دیکھا جس جس نے عمل کیا وہ مراد کو پہنچ کر رہا۔

کھانے پینے میں زیادتی کرنا۔ عورت سے میل ملاپ پر حریص ہونا جھوٹ بولنا، سخت کلامی کرنا، کسی کا دل دکھانا کسی کے پیچھے اس کی برائی سے ذکر کرنا مال دولت کی ہوس کرنا، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو روح کی لطافت کو صدمہ پہنچاتی ہیں۔ اسکی پاکیزگی

کو روک دیتی ہیں۔ اس میں تازگی کی جگہ پژمردگی پیدا کرتی ہیں۔ اور جسم اور مادہ کی کثافتوں کو بڑھاتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی تمام چیزوں سے بچنے اور پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے اور روزہ دار کیلئے یہ سب اُمور ممنوع ہیں۔

انسان اگر اپنی عمر کا بیشتر حصہ ان پابندیوں کے ساتھ گذار سکے تو اس کے مرتبہ کا کیا پوچھنا لیکن کم از کم سال کا بارہواں حصہ تو اس طرح گزارنا اپنے لئے لازمی سمجھے اور اگر بہت سے بندے مل کر ایک خاص زمانہ اس کے لئے مقرر کریں جس میں وہ تب شریک ہوں تو شرکت و اجتماع کی بنا پر نفس روزہ کی برکتیں بدرجہا بڑھ سکتی ہیں مگر سب کا اپنے ارادے سے ایک خاص زمانہ مقرر کرنا ممکن نہیں۔ کسی کو کبھی سہولت ہوتی کسی کو کبھی۔ اس لئے خود شریعت نے راحت اور سرور ابدی کی منزل کے بہترین ہموار ترین اور محفوظ ترین راستہ کا نام شریعت اسلامی ہے) ایک خاص مہینہ کا تعین کر دیا جسے رمضان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

خدائے اسلام جس طرح ہمارے رکوع و سجود، ہماری تکبیر و تسبیح سے بے نیاز ہے اسی طرح اسے ہمارے بھوکے پیاسے رہنے ہمارے روزے اور تراویح ہماری سحری و افطاری کی بھی کوئی حاجت نہیں یہ تمام اُمور صرف ہمارے نفع اور فائدے کے لئے ہیں۔ ہماری طبیعتیں اور سرشتیں چونکہ شیطانی اثرات سے مسخ ہو چکی ہیں اس لئے آج ہم کو روزہ کی پابندی ایک بار معلوم ہوتی ہے لیکن کل جب حجابات دور ہو جائیں گے اس وقت اندازہ ہو سکے گا کہ روح میں اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے اور ابدی سرور اور دائمی راحت حاصل کرنے کے لئے روزہ کتنا سہل آسان مفید اور مؤثر نسخہ تھا، کاش ہمارے سب بھائیوں کی آنکھیں آج ہی کھل جائیں۔

(بشکریہ ہفتہ وار سچ لکھنؤ)

● جو شخص اپنی باطنی حالت کو درست کرنے کی طرف سب سے پہلے توجہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ظاہری حالت کو خود بخود درست فرما دیتے ہیں

تعمیر روح الایمان

افہام و تفہیم (خط)

م، ن صاحب کے خط کے اقتباسات

محترم محمد اکرم صاحب!

السلام علیکم۔ آداب، خریت با خریت۔ عقل ایک بہت قیمتی اور نایاب چیز ہے جس پر ہر کسی کو گمان ہوتا ہے کہ میری عقل بہت زیادہ ہے، میں عقلمند ہوں۔ لیکن کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی خود فیصلہ نہیں کر پاتا۔ لہذا مہربان۔ عزیزان و بزرگان جن سے توقع ہو کہ صحیح مشورہ دیں گے، ان سے رائے لی جاتی ہے۔

میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا ہے۔ میں دوراہے پر کھڑا ہوں اور مجھے رستے تو نظر آرہے ہیں لیکن فیصلہ نہیں کر پایا۔ اُمید ہے رہنمائی کریں گے اور صحیح راستے پہ لگائیں گے آج میرے دل میں غبار ہے بغاوت ہے لیکن پھر بھی میں حوصلہ سے سوچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

آج ۲۲ سال سروس ہو رہی ہے، نہ میرے گھر قالین ہے نہ فرج ہے نہ کوئی اور قیمتی چیز ہاں کھانا اچھا کھاتا ہوں۔ مہمان نوازی رکھتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ آخر میں نے کرپشن کیوں نہ کی ان کی وجوہات یوں ہیں ـــ کسی کی زبان سے زیادہ اس کا کیریئر اور حرکات و سکنات سچ بولتے ہیں، میں نے اپنی فیملی کو دیکھا ہے، میرے مشاہدات یہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(طوالت اور ذات کے اخفا کے پیشِ نظر خلاصہ دیا جا رہا ہے)

"۱۔ یہاں پر م، ن صاحب نے اپنے خاندان کے چند افراد کی مثالیں دی ہیں۔ جو کہ اچھے عہدوں پر فائز رہے۔ انہوں نے دورانِ ملازمت خوب دولت کمائی جس میں جائز و ناجائز کی کوئی تفریق نہ تھی، لیکن آخر کو اس دُنیا میں بیماری تنگدستی، اولاد کی نالائقی اور بدمعاشی کے مکافات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ذلیل و خوار ہوئے جبکہ م، ن کے اپنے والد صاحب

جو دیانتدار رہے اُن کی اولاد نیک نکلا اور وہ خود بھی با عزت ہے۔

(ب) یہاں پر م، ن صاحب چند ایک ایسی مثالیں دیتے ہیں، جنہوں نے خوب حرام کمایا ہے اور وہ خوب پھول پھل رہے ہیں۔ ترقی کر رہے ہیں اور بظاہر انتہائی خوش اور خوش حال ہیں ۔۔۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں میرے پاس ایک چیز بھی نہیں ضروریات زندگی پوری کرنا مشکل ہیں۔ اب بیگم نے کچھ کمیٹیں وغیرہ ڈال کر فرج لیا ہے۔

دنیا جہان کے لوگ خواہ دوست یا رشتہ دار طعنے دیتے ہیں کہ کیسے ۔۔۔ افسر بنے پھر رہے ہو، محکمہ کے چھوٹے چھوٹے اہلکاروں کے پاس تو گاڑیاں ہیں لیکن تمہارے پاس کوئی سائیکل بھی نہیں ہے۔ بات تمہاری کوئی نہیں سنتا، افسران سے اکثر تمہاری لڑائی رہتی ہے۔ حق بات پر ٹکر لینے کی وجہ سے افسران نے A C R بھی خراب کی ہیں۔ ظاہر ہے ۲۵ سال پورا کرنے کے بعد ریٹائر ہو جاؤں گا۔

میں نے ہر جگہ جہاد کیا ورنہ کرپشن ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ میں فرشتہ نہیں کہ امتحان دے سکوں اور نہ ہی امتحان دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحیم ہے اور میں خاک ہوں، بچی جوان ہو رہی ہے سوچتا ہوں جہیز کیسے بناؤں جوں جوں زمانہ آ رہا ہے جہیز بڑھتا جائے گا۔ لوگ مقابلہ کرائیں گے کہ کوٹھی کار لاؤ اور نہ معلوم کیا کیا چیزیں ساتھ ہوں ـــ تو ان تمام چیزوں کو کیسے پورا کروں گا۔

اور میں ایماندار رہتے ہوئے بھی تکلیف میں ہوں جبکہ کئی رشوت خور ہونے کے باوجود سکھی ہیں تو ان حالات میں دل جلتا ہے، اور دل کرتا ہے کہ رشوت لینی شروع کروں۔

اس وقت میرے سامنے یہ دوراہا ہے کہ ایمانداری اختیار کروں یا رشوت خوری اس زمانے میں رشوت خور کا بول بالا ہے۔ جو رشوت لیتا ہے ۶۰ سال کے بعد بھی اس کی سروس جاری رہتی ہے۔

اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں۔ اُمید ہے صحیح رہنمائی بڑے بھائی کی حیثیت سے فرمائیں گے۔

والسلام

آپ کا اپنا

ن۔م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

جوابِ خط

راولپنڈی ۲۱ مئی ۱۹۸۵ء

مکرمی و محترمی عزیزم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

اُمید ہے آپ بفضلِ تعالےٰ بخیریت ہوں گے، آپ کا خط ملے کافی روز ہوئے۔ جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔ جواب کی وجہ ایک تو ذاتی پریشانیاں تھیں دوسرے آپ کے خط نے واقعی مجھے کافی دیر تک اُلجھن میں ڈالے رکھا کہ آپ کو اس ضمن میں جواب دوں یا نہیں۔ کافی سوچ کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھے اپنی حقیر رائے سے آپ کو ضرور مطلع کرنا چاہیئے چونکہ آپ نے نہایت خلوص سے مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے۔

میرے عزیز! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس زمانہ میں مادہ پرستی نے اس حد تک جکڑ لیا ہے کہ رزقِ حلال پر گذر اوقات ایک جہاد سے کم نہیں ہے۔ ہر قدم پر انسان کے لئے ایک نئی آزمائش منہ کھولے کھڑی ہوتی ہے۔ اور آسائشات اور ضروریاتِ زندگی کی لامتناہی فہرست ہمیں سکون کا ایک لمحہ نصیب نہیں ہونے دیتی مادی ضروریات کے پھیلاؤ اور کمر توڑ مہنگائی کی وجہ سے ترغیبات کا دائرہ بھی وسیع ہو چکا ہے اور ان حالات میں رشوت و حرام خوری سے بچنا توفیق ایزدی کے بغیر قابلِ تصور ہی نہیں۔ ایسے میں جب اپنے دوسرے ساتھیوں کو عیش کرتے اور زندگی کی ہر آسائش سے فائدہ اُٹھاتے دیکھتے ہیں۔ تو احساسِ محرومی کا ہونا ناقابلِ فہم نہیں ہے۔ ان حالات میں بے چینی اور احساسِ محرومی کا ہونا ایک فطری امر ہے۔

یہ آپ نے بھی دیکھ لیا ہے کہ ایمانداری اختیار کرنے میں آپ کو بہت مشکلات کا سامنا ہے بیوی بچوں کی خواہشات، خاندان کے لوگوں سے مسابقت، افسرانِ بالا کی ناراضگی دوست و احباب کے طعنے واقعی یہ سب برداشت کرنا بہت ہی کٹھن اور مشکل کام ہے۔ اگر دنیا داری کی نظر سے دیکھیں تو اس مسئلہ کا سوائے اس کے کوئی حل نہیں کہ آپ بھی دوسروں کی طرح ہر قباحت میں حصّہ لینے سے شرمندگی محسوس نہ کریں۔ آپ بھی حرام حلال کی پرواہ کئے بغیر خوب دولت کمائیں اور دل کھول کر اپنی ضروریات کو پورا کریں۔

لیکن اس دوراہے پر کھڑے ہو کر پہلے آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ کونسا راستہ آپ کو انجام کار کہاں لے جائے گا۔ آپ کی ساری طرزِ زندگی کا دارومدار اس فیصلہ پر ہے۔ اپنے دل سے پوچھئے کہ کیا سب کچھ بھی

دنیاوی زندگی ہے؟ کیا اس زندگی میں جو چاہوں سو کرتے ہیں آزاد ہوں؟ یا اس دُنیاوی زندگی کے بعد بھی کوئی زندگی ہے جس کا دارومدار دنیاوی زندگی کے اعمال پر ہے؟ اور اس دنیاوی زندگی میں اپنے خالق کے احکام کا پابند ہوں؟ بس یہی ایک فیصلہ تمام الجھنوں اور پریشانیوں کو ختم کرنے کا طریقہ ہے۔ کیونکہ الجھن پریشانی اور مخمصہ پیدا ہی تب ہوتے ہیں جب انسان ذہن اور ضمیر کی کشمکش میں مبتلا ہو۔ اور یہ فیصلہ آپ کو خود کرنا ہے۔

ہاں فیصلہ کرنے سے پہلے یہ خوب سمجھ لیجئے کہ ایک مسلمان زندگی گذارنے میں اللہ تعالےٰ کی حدود کا پابند ہوتا ہے، اس کا مطمحِ نظر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی ہوتی ہے اور وہ دنیا اور آخرت دونوں کا طالب ہوتا ہے۔

آپ کے ذہن میں جو الجھن ہے کہ وہ لوگ جو خوب حرام کما رہے ہیں اور کفار ہیں دنیاوی زندگی میں پھل پھول رہے ہیں تو اس بارے میں یہ عرض ہے اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ دُنیا دار الجزاء نہیں بلکہ دارالامتحان ہے۔ یہ تو آخرت کی کھیتی ہے، یہ بونے کا وقت ہے کاٹنے کا عمل آخرت سے متعلق ہے، ہاں یہ اللہ رب الکریم کی مشیت ہے کہ کبھی کبھی وہ دنیا میں ہی اعمال کے نتائج مرتب کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو ورنہ یہ رول نہیں ہے۔

قانون کی ایک شق اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرما دی کہ آخرت میں نافرمان لوگ جب اپنے ان اعمال کا واسطہ دیں گے جو انہوں نے دنیا میں نیکی سمجھ کے کئے تھے تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ اذھبتم طیبٰتکم فی حیوٰتکم الدنیا کہ تمہاری ان نیکیوں کا بدلہ خوشحالی کی صورت میں دیا جا چکا ہے یہاں تو تمہارے لئے جہنم کی آگ ہی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگ جو دنیا میں خوشحال نظر آتے ہیں دراصل ان کا حساب یہاں چکا دیا جا رہا ہے آخرت کی محرومی کے بغیر وہاں انہیں کچھ نہیں ملے گا اور ظاہر ہے کہ یہاں کی راحت عارضی وہاں کی راحت دائمی اس طرح یہاں کی مصیبت بھی عارضی اور وہاں کی مصیبت دائمی ہے۔ ویسے بھی انسانی سوچ وسمجھ بہت محدود ہوتی ہے جس کو ہم خوشحال سمجھ بیٹھے ہیں وہ بدحالی کا پیش خیمہ ہوتی ہے، کبھی کسی کی رسّی دراز کر دی جاتی ہے اور پھر جب پکڑ ہوتی ہے تو اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالےٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں کہ اگر میں لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دنیا میں پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر کوئی ذی روح نہ زندہ بچتا۔ لیکن ایک وقتِ مقررہ تک وہ ڈھیل دیتا ہے اور مکمل سزا وجزاء آخرت کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے نیک فرمانبردار بندوں کو اس دنیا میں بھی دل

سکون نصیب فرماتا ہے۔ اور آخرت میں اس کے پاس بے شمار نعمتیں ہیں، شرط بندہ مومن کی ثابت قدمی ہے
یہ بھی یاد رکھیں کہ حالات جتنے زیادہ سنگین اور صبر آزما ہوں گے، اس میں ثابت قدمی کا اجر بھی اتنا ہی
زیادہ ہوگا۔

اگر آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ ایمانداری سے گذارا ہے اسی عمل پہ قائم رہیں۔ اپنی تنگی و محرومی کے
احساس کے باوجود اپنے سے نیچے ضرور دیکھ لیں، کیا اللہ کی مخلوق میں بے شمار ایسے بندے ہیں جن کو پیٹ
بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ کیا وہ اللہ رب الکریم کے بندے نہیں جن کے پاس آنکھوں جیسی نعمت بھی نہیں
یا جو سُن نہیں سکتے۔ بول نہیں سکتے، یا جو سالہا سال سے ٹی بی۔ کوڑھ اور کینسر جیسی امراض میں مبتلا ہیں؟ کیا
اپنی دو آنکھیں ایک کروڑ روپے کے عوض دے دیں گے؟ کیا وہ اس کے بندے نہیں جن کے بچے معذور ہیں اور ان
کے والدین اپنی ساری جائداد صرف اُن کے نارمل ہو جانے کے بدلے دینے کو تیار ہیں؟ میرے عزیز ہم
اللہ کی کس کس نعمت کا شکر ادا کریں گے؛ کاش ہم اپنی محرومیوں پر رونے کی بجائے ان نعمتوں کا خیال کریں جو
ہمیں میسر ہیں۔

آپ اللہ پر بھروسہ کر کے اپنے نیک عمل پر ثابت قدم رہیں۔ اس روکھی سوکھی وہ برکت دے گا وہ مسبب الاسباب
ہے وہ غیب سے آپ کے فراخئ رزق کے اسباب پیدا کر دے گا۔ اُس سے مدد چاہیں۔ وہ اپنے حبیبؐ کے صدقے میں
مشکلات میں آسانی پیدا کر دے گا۔

ذکرِ الٰہی، استغفار اور درود ابراہیمی (نماز والا درود شریف) کی کثرت رکھیں۔ یاد رکھیں جو رزق آپ کے
مقدر میں ہے وہ آپ کو ملے گا۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالے اسے حلال طریقے سے دینا چاہتا ہو اور بندہ بے صبری میں
اُسے حرام طریقہ سے لینے کی کوشش کرے۔ آپ میرے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالے آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام آپ کا اپنا

محمد اکرم

● ۔ جو شخص آخرت کے لئے کام میں مشغول ہو جاتا ہے اللہ تعالے اس کے دنیا کے
کاموں کو خود بخود درست فرما دیتے ہیں اور ان کی ذمہ داری خود لے لیتے ہیں۔

حج کے تاثرات و برکات

مولانا بشیر احمد ایم، اے (خیر شاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین

"اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس گھر تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جس نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے"

میرا توکل پر پہنچنا ان دعاؤں کا نتیجہ ہے جو کہ حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے لئے میں نے مدت مدیدہ سے شروع کی ہوئی تھیں، یہاں پہنچکر پہلی فرصت میں عُمرہ ادا کیا اور پھر حج کا ارادہ کر لیا، آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ من اراد الحج فلیتعجل (ابو داؤد شریف) جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ جلدی کرے حج کے لئے نام دیدیا اور تیاری شروع کر دی ۲۰ اگست رات کو دعائیں کرتا ہوا سویا، صبح تہجد کی نماز ادا کی۔ ذکرِ الہٰی معمول کے مطابق کیا پھر دو رکعت نفل حاجت ادا کئے، اور رب العزت سے دعا کی کہ وہ مجھے محمد عربی ﷺ کے طریقے کے مطابق تمام ارکان ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے، اب دل کی دھڑکن ذرا تیز ہو گئی۔ اس کی وجہ ایک تو ایک انتہائی خوش ہوں، کہ

اللہ پاک نے مجھے حج بیت اللہ کی سعادت کا موقع عطا فرمایا۔ لیکن ساتھ ساتھ ایک فکر بھی دامن گیر ہے کہ کہیں اس نعمت کے ساتھ ریاکاری کی ملاوٹ نہ ہو جائے اس لئے بار بار استغفار پڑھتا ہوں علاوہ ازیں ایک خوف اور خطرہ بھی لاحق ہے اور وہ یہ ہے کہ میں بڑا گناہ گار ہوں اگر کسی غلطی یا جرم کی وجہ سے اس در سے مسترد کر دیا گیا تو پھر میرا تو اور کوئی در اور سہارا بھی نہیں اسی سوچ میں محو ہو کر ایک ایک گناہ کو یاد کرتا ہوں اور توبہ کر کے ندامت کے آنسو بہاتا ہوں اور خالق کائنات کے در کو کھٹکھٹاتا ہوں آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جانے کی دولت مجھے اپنے پیر و مرشد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ و استاذ عارف باللہ حضرت مولانا اللہ یار خانصاحب رحؒ کی صحبت اور تربیت سے حاصل ہوئی اللہ پاک ان کی قبر مبارک پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے یہ ان کا فیضانِ نظر ہی تو تھا جس کی بدولت میرے زنگ آلود دل میں دردِ دین اور محبت رسول پیدا ہوئی اور آنکھوں کے نہ چلنے والے چشمے رواں ہوئے، ذہن میں

بار بار یہ بات چبھ کر لگاتی ہے کہ استاذ کامل اور ان کے فیض یافتہ کاملین کے ساتھ مل کر لبیک اللھم لبیک کا ورد حسرت مشاہدہ کے ساتھ کر تا رہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند آ گیا اور اس کریم ذات نے میرے ان حسرت بھرے مراقباتی تصورات کو حقیقت بنا دیا ورنہ میں اس قابل کہاں؟ من آنم کہ من دانم۔

احرام باندھا اور دو رکعت نفل ادا کئے احرام کی نیت کی پھر جب عمرہ اور حج کی نیت کر کے تصورات و خیالات کو بیت اللہ سے گھما کر صاحب بیت کی طرف کر کے پڑھا لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک تو دل پھوٹ پڑا آنکھیں پھوٹ پڑیں، مادیت روٹھ پڑی، روحانیت جاگ پڑی۔ بھیگی آنکھوں سے تلبیہ پڑھتے ہوئے جو مجھے فرحت و انبساط نصیب ہوئی اس کی مٹھاس اور شیرینی میں اس زبان سے بیان کرنے سے قاصر ہوں حضرت حافظ صاحب دامت برکاتہم اکثر فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی پر جب دوام نصیب ہو جائے تو ذکر سے ایسا لطف و سرور محسوس ہوتا ہے جو دیدنی نہیں بلکہ چشیدنی ہوتا ہے اور وہی محسوس کرتا ہے جو اس نعمت کو لوٹ رہا ہوتا ہے۔ میں بھی اپنی اس کیفیت کو اس سے زیادہ بیان نہیں کر سکتا، میری دعا ہے کہ اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ سعادت عطا فرمائے اور خصوصاً میرے ان سب بھائیوں کو جن کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے ہے آمین۔

جہاز پر سوار ہو کر جدہ پہنچا، جدہ کا پرانا نام شعیبہ تھا حضرت عثمانؓ کے دور میں جدہ حواؑ کی نسبت سے اس کا نام جدہ رکھا گیا، مائی حواؑ کی قبر مبارک جدہ میں ہی ہے مائی صاحبہ کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور بس میں سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے بار بار لبیک کی صدا بلند کرتا ہوں اور جب توجہ سے پڑھتا ہوں آنکھیں چھلک پڑتی ہیں مکہ سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر ایک بورڈ نظر آیا جس پر لکھا تھا شمیسیہ۔ یہاں سے حدود حرم شروع ہوتی ہے جس کی نشان دہی سب سے پہلے ابراہیمؑ نے کی پھر آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پھر حضرت عمر فاروقؓ نے مکہ کی جانب مینار تعمیر کر کے حدود حرم کی نشاندہی کی تھی۔ حدود حرم میں قدم رکھتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ یہ اس شہنشاہ کا دربار ہے جس کی عظمت و جلال کے سامنے دنیوی عظمت کی کوئی حقیقت نہیں ہے اب قادر مطلق خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے، اے اللہ بے شک یہ تیرا اور تیرے رسولؐ کا یہ حرم ہے اے اللہ میرے چہرے، گوشت پوست، ہڈیوں اور جسم پر دوزخ کی آگ حرام فرما۔ جوں جوں بیت اللہ قریب آتا جا رہا تھا بے تابی اور رقت قلبی بڑھتی جا رہی تھی۔ جب مکہ شہر میں داخل ہوا تو تلبیہ کے ساتھ ربنا آتنا پڑھنا شروع کر دیا

بس حرم شریف کے سامنے رُکی، اُتر کر وضو کیا اور باب السلام کو تلاش کیا، دائیں پاؤں کو آگے بڑھایا اور اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک پڑھتے ہوئے حرم شریف میں داخل ہوا۔ متجسّس نگاہیں بیت اللہ کو تلاش کرنے لگیں جو نہی بیت اللہ پر نگاہ پڑی تو زبان پکار اُٹھی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔

ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کسی نے پوچھا حضرت جب بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑے تو آدمی کو کون سی دُعا کرنی چاہئیے تو آپ نے فرمایا کہ رب سے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا کرے، دعائیں کرتا بیت اللہ کی طرف بڑھتا گیا۔

حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، کہ ہر روز بیت اللہ پر ۱۲۰ رحمتیں نازل ہوتی ہیں ۶۰ طواف کرنے والوں پر ۴۰ نماز پڑھنے والوں پر اور ۲۰ بیت اللہ کی طرف دیکھنے والوں پر علماء لکھتے ہیں کہ تین چیزوں کی طرف دیکھنے سے رب کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

۱۔ بیت اللہ کی طرف

۲۔ ماں باپ کے چہرے کی طرف

۳۔ قرآن پاک کے حروف کی طرف۔

اے اللہ جب میں تیرے گھر کا طواف کروں، پھر جب نماز ادا کروں اور پھر جب تیرے کعبہ کی طرف دیکھوں تو مجھ پر بھی ان ساری رحمتوں کا نزول فرمایا یہ حجر اسود ہے، دیکھنے میں تو یہ کالے رنگ کا پتھر ہے لیکن بڑی ہی پیاری اور بابرکت یادوں کا امین ہے، اس کو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے علاوہ کئی انبیاء کی لب بوسی کا شرف حاصل ہوا آقائے نامدار حضرت محمدؐ اور خلفائے راشدین اور بے شمار صلحاء اولیاء اتقیاء نے اس کے ساتھ اپنے مبارک لب ملائے ہیں، میں بھی آگے بڑھا اور محبوبِ خدا، احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ کے بوسے کو بوسہ دیا اور اس عظیم و بے ترخدا کا شکر ادا کیا جس نے مجھ جیسے گنہگار کو یہ شرف بخشا۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نفل ادا کئے اور پھر ملتزم کے سامنے ہوا، آقائے نامدار حضرت رسول اکرمؐ نے اپنے چہرے اور سینے کو ملتزم کے ساتھ لگا کر اس طرح گریہ زاری کی تھی جس طرح شیر خوار بچہ گریہ کرتا ہے صحابہ کرام اور اُمت محمدیہ کے اولیا صلحا نے مرورِ زمانہ کے ساتھ اس سنت کو زندہ رکھا آج بھی محمد عربیؐ کے دیوانے وہاں چمٹ کر چیخ و چلا رہے ہیں اور زار و قطار آنسو بہا رہے ہیں، یہ دیوانے اپنی ایک ایک خطا کو یاد کر کے صاحب خانہ کی دہلیز پر سر رگڑ رہے ہیں آنسو گرا رہے ہیں

اور پاک ہونے کی درخواست پیش کر رہے ہیں اس گنہگار نے بھی اس رحمٰن و رحیم خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا ڈھیر پھیلا دیا، ندامت کا سر جھکا دیا۔ آنکھوں کو بند کر کے چلا دیا قلب و ذہن کو اس کی رحمت کے ساتھ ملا دیا اور پھر ایک عاجز و ذلیل بھکاری کی طرح اس کی رحمت کے سامنے دامن پھیلا دیا پھر کیا ہوا؟ جسم ذرا گرم ہو گیا دل تھوڑا سا نرم ہو گیا اور میرے رب کا بہت بڑا کرم ہو گیا۔ بلاشبہ یہاں ایمان کو بلندی طبیعت کو سکون، روح کو عرفان، دل کو آرام دماغ کو جلا اور اعتقاد کو دوام ملتا ہے۔

پھر زمزم کے کنوئیں کی طرف پلٹا اور اپنے ظاہر باطن پر زمزم کا بابرکت پانی ڈالا اور رب کریم سے ظاہری اور باطنی امراض سے شفایابی کی دعا کی اور استلام حجر اسود کرتا ہوا۔ شعائر اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ صفا ہے اس کی عظمت کا کیا کہنا۔ میرے رب نے ایک ولیہ کی بے چینی اور حبس کا اظہار اس نے دوڑ کر کیا۔ یہاں اتنا پسند کیا کہ اپنی پیاری مخلوق کو یہاں وہی چال چلنے کا حکم دیدیا۔ یہ وہی صفا ہے جہاں آقائے نامدار ﷺ نے لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی طرف بلایا تھا یہ وہی صفا ہے جہاں بیٹھ کر آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے لئے یہ حکم اور فیصلہ صادر فرما دیا تھا اذھبوا وانتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم "جاؤ تم آزاد ہو، تمہیں میں معاف کرتا ہوں۔"

صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانے سے اتنی تھکاوٹ محسوس کی جیسا کہ دس میل پیدل سفر کیا ہے شاید کہ رب کی رحمتوں اور انوار تجلیات کے مسلسل نزول نے جسم کو چکنا چور کر دیا ورنہ تھکاوٹ کی اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، اللہ پاک ان انوار تجلیات اور باران رحمت کے نیچے ہر مسلمان کو پاک ہونے کی سعادت عطا فرمائے

یہ منیٰ ہے جو کہ بے شمار انبیاء کی توجہ کا مرکز رہا ہے میرے شیخ و مرشد حضرت مولانا محمد اکرم صاحب دامت برکاتہم کے فرمان کے مطابق یہاں مسجد خیف میں ستر انبیاء نے نماز ادا کی اور آپ کا فرمان ہے کہ یہاں حضرت آدمؑ اور اور حضرت نوحؑ کی قبریں بھی ہیں اللہ پاک نے ان قبروں پر سلام پڑھنے کی سعادت عطا فرمائی اور پھر رب کے فرمان کے مطابق ذکر و اذکار میں اپنا وقت گذارا اور بار بار اس رب کریم کے سامنے اپنے ذخیرہ معاصی کو ندامت کے ساتھ پھیلایا۔ مسلمان لالچی بھی ہوتا ہے علماء فرماتے ہیں کہ جو آدمی پیدل حج کرے اس کو ہر قدم پر کروڑ نیکیاں ملتی ہیں اس لئے میں نے بیت اللہ سے منیٰ اور پھر منیٰ سے عرفات تک ۱۰ میل پیدل ہی سفر کیا۔ تاکہ آخرت کے لئے بہت سی کرنسی مل جائے، دس بجے عرفات پہنچ کر مسجد نمرہ کے سامنے چھتری کے نیچے بیٹھ کر زوال کا انتظار کیا تاکہ خطبہ اور نماز دونوں نعمتوں سے بہرہ ور ہو سکوں۔ گرمی بھلا اپنے عروج پہ ہے سر سے لے کر پاؤں تک پسینہ برابر چل رہا ہے۔ بار بار پانی پیتا ہوں لیکن

پیاس نہیں بجھتی، بار بار یوم محشر اور جہنم کی گرمی سے اپنے خالق و مالک سے پناہ کی درخواست کرتا ہوں، سخت گرمی میں لوگوں کو گرتا ہوا دیکھ کر اپنی موت بھی نظر آجاتی ہے خدا خدا کرکے خطبہ ختم ہوا اور نماز کھڑی ہوئی۔ جونہی نماز کھڑی ہوئی میرے ساتھ والا آدمی بے ہوش ہو کر گر گیا ایک آدمی نے اس پر پانی ڈالا اور پلایا وہ دوبارہ نماز میں شامل ہو گیا پھر دوسرے آدمی کے ساتھ اسی طرح ہوا آج بھی مجھے یہ حسرت ہے کہ کاش کہ ان دو آدمیوں کو پانی پلانے والا میں ہوتا لیکن اس وقت میرے پاس پانی نہ تھا۔ میرا ذہن بار بار کہتا ہے یہ پانی پلا کر دو آدمیوں کو بچانے والا آدمی حج کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب لے گیا۔

درد دل کے لئے پیدا کیا ہے انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ نہ تھے کرو بیاں

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان عرفہ کے دن بعد زوال میدان عرفات میں قبلہ رخ ہو کر یہ دعائیہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا۔

اے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح تہلیل تکبیر و تعظیم، تعریف و ثنا کی اور میرے رسولؐ پر درود بھیجا۔

اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو معاف کر دیا اور اس کی شفاعت قبول کر لی اگر وہ تمام اہل عرفات کی شفاعت کرتا قبول کر لیتا۔

دعائیہ کلمات: ۱۰۰ دفعہ درود شریف (۲) ۱۰۰ مرتبہ چوتھا کلمہ (۳) سو دفعہ سورۂ اخلاص، اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نے مجھے عمل کی توفیق دی۔ (دار منثور)

تھکن سے چور عرفات کی گرمی کا جھلسا ہوا اور رب کی رحمتوں سے دھلا ہوا جسم لے کر مغرب کے بعد مزدلفہ روانہ ہوا، ایک گھنٹے کے بعد مزدلفہ پہنچکر مغرب و عشا کی نماز ادا کی اور پھر تھوڑا سا معمول کیا۔ آج کی رات عارفین کے نزدیک لیلۃ القدر سے بھی بہتر ہے لیکن پیاس کی شدت اور تھکاوٹ نے ستا دیا، آدھی رات کو اللہ پاک نے پانی دیدیا خوب پیا، پلانے والے کو دعائیں دیں تہجد پڑھتے اور رب سے بگڑی بن جانے کی دعائیں کیں اور انفرادی تفصیلی اور اجمالی دعائیں کیں صبح مشعر حرام کے دامن میں کھڑے ہو کر پھر رب کے دروازے کھٹکھٹاتا رہا، رب سے امید بھی ہے خوف بھی ہے لیکن اس کی رحمت غضب پر غالب ہے اس لئے پیار اور امیدوں سے مزدلفہ سے کنکریاں اٹھا کر واپس منیٰ کا رخ کیا، کنکریاں مار کر سر منڈوایا اور رب کے سامنے پھر ہاتھ پھیلائے مولائے کریم جس طرح میرے سر کے بال صاف ہو گئے ہیں اسی طرح میرے سارے جسم کو گناہوں سے صاف کر دے، پھر طواف زیارت کیا اور دو دن منیٰ میں قیام کرنے کے بعد طواف وداع کیا رب سے بار بار اس سعادت کے حصول کی دعائیں کیں (باقی باقی)

مجاہد کی اذان اور

(سکندر)

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ معہ چند ساتھیوں کے مظفر آباد تشریف لائے جمعہ کا دن تھا سیکرٹریٹ کی مسجد۔ گویا مظفر آباد کی شاہی مسجد میں جمعہ کا بیان تھا۔ اس پروگرام کی مختصر سی اطلاع تو لوگوں کو تھی لیکن جس طرح یہ دورہ رسمی نہیں تھا ایسے ہی اسکی اطلاع بھی اشتہاروں، اسپیکروں یا کسی طرح کے اعلان کے ذریعے نہیں کی گئی تھی کہ "چلو چلو سیکرٹریٹ مسجد چلو" کا شور بپا کیا جاتا لیکن قلوب میں فطری دین کی کشش اور خلوص کا اثر تو پھر بھی موجود تھا۔ شاید اسی سبب مسجد میں آج وہ گہما گہمی تھی جو اس سے قبل عرصے سے دیکھنے میں نہیں آئی، صحن، تہہ خانہ، برآمدہ، اس کا چھت، اوپر والا حصہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ایک بجے تقریر کا آغاز ہوا بیان موثر تھا جس نے ذہنوں کے بجائے قلوب کو بالکل محو کر دیا۔ صدر، وزراء، سیکرٹری اور سرکاری اہلکار چونکہ اسی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں لہٰذا یہاں کی انتظامیہ کا پہلا مسئلہ وقت کی پابندی ہے۔ اکثر لوگوں کی نظریں دیسے بھی بار بار گھڑی کی طرف اٹھتی رہتی ہیں۔ لیکن آج سبھی اس بیان میں ایسے کھوئے کہ وقت کا احساس ہی جاتا رہا حضرت نے خود ہی گھڑی دیکھی تو فرمایا وقت زیادہ ہو چکا ہے ختم کرتا ہوں کرنل سخاوت کہتے ہیں میری گھڑی پر ۲½ بجے تھے جبکہ نماز کا وقت ۲ بجے تھا۔ اس لئے مجھے اپنی گھڑی کی خرابی کا شبہ ہوا۔ آخر سامعین کن باتوں میں کھو گئے۔ قارئین کیلئے صرف چند باتیں پیش کرتا ہوں۔

"دنیا آج پریشانیوں اور مصائب کا گڑھ بن چکی ہے۔ پریشانیوں اور دکھوں کا علاج تو اسلام پر عمل کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ لیکن ہماری بدبختی کہ ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہے۔ ہمارے چاروں طرف ایک آگ سلگی ہوئی ہے بھارت، ایران، افغانستان ہر طرف مصائب و مشکلات ہی نظر آتی ہیں۔

ساتویں صدی کے شروع میں جو لوگ شمالی ایشیا میں رہتے تھے اتنے وحشی تھے کہ ان کا کنبہ

محفوظ تھا نہ خود، طاقتور کمزور پر ظلم کرتا جس کے لئے کوئی وقت کی قید تھی نہ کسی شرط کی ضرورت، جب چاہا جیسے چاہا ظلم ڈھا دیا مویشی لوٹے، عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ بربریت کا یہ عالم کہ جس گھوڑے پر سواری کی اسی کی پیٹھ میں خنجر گھونپ کر خون پی لیا۔ سلطنتِ فارس مضبوط ترین سلطنت تھی لیکن وہاں شاہ و گدا آگ کے پجاری تھے۔ جہاں بھی لگاتار آگ جلتی رہے وہاں سمندر نامی ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قدیم حکومت کے آتش کدوں میں آگ جل جل کر وہاں بھی اسی طرح کے کیڑے پیدا ہو چکے تھے۔

یہاں سے اور مغرب کا یہ حال کہ انسانوں پر بھوکے شیر یا وحشی درندے چھوڑے جاتے یہ کسی جرم کی سزا میں نہیں بلکہ محض تھوڑی دیر کے لئے شہنشاہوں کی تفریح کی خاطر۔ کبھی انسانوں کو الٹا لٹکا کر نیچے آگ جلائی جاتی وہ بے چارہ چیختا چلاتا تو بادشاہ اور اس کے درباری تالیاں بجاتے خوش ہوتے۔ براعظم افریقہ میں طاقتور کمزور کو ذبح کر کے پکا کر کھاتے تھے۔ یہاں انسانوں کا شکار کیا جاتا۔ جزیرہ نمائے عرب چونکہ تمام ممالک کا مرکز تھا۔ معاشی ضروریات کی وجہ سے ہر ملک سے ان کا رابطہ تھا۔ اس لئے اس ملک میں تمام برائیاں اور سبھی قباحتیں موجود تھیں۔ انسانوں کا قتل اور ان کی کھوپڑیوں میں شراب پینا ان کا مشغلہ تھا۔

سخت دلی اس حد تک کہ خود جیتے جی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے۔ گناہ باعثِ عار نہیں بلکہ وجہِ افتخار سمجھتے تھے۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر بگاڑ کا شاید ہی کوئی وقت آیا ہو۔

اللہ نے اپنی مخلوق پر ترس کھایا اور اپنا ایک بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا

ع پلٹ دی جس تے اک آن میں کایا

ذرۂ واحد نے ایک عظیم انقلاب بپا کر دیا۔ لیٹرے محافظ بن گئے جاہل عالم، اور وحشی مہذب ہو گئے۔ کفار اور مشرکین کو صحابیت کا درجہ عطا ہوا غرض یہ کہ رحمت کا طوفان ایسا اٹھا جس کے اثرات جزیرہ نمائے عرب سے بڑھ کر مشرق و مغرب تک پھیل گئے۔ ایک ایک جرنیل بنانے پر کتنا وقت، کتنی تعلیم، ٹریننگ، کون کونسے کورسز (courses) اور کتنے تجربوں سے اس کو گزرنا پڑتا ہے لیکن آپ کی نگاہِ اقدس کا اثر کہ ایک غلام کو ڈائریکٹ (direct) جرنیل بنا کر بھیج دیا جاتا۔ ان کے کارنامے ایسے ہیں کہ مؤرخین مجبور ہیں کہ ان کا نام سرفہرست رکھیں۔ یہ سب عنایات دین سے تعلق کے سبب ہی حاصل ہوئیں۔ آج ہم خدا سے جب روٹھے ہیں تو اللہ کی نظرِ رحمت بھی ہم سے اٹھ گئی مصائب مشکلات اور مختلف اقسام کے عذاب ہیں کہ جنہوں نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ ساری دنیا پھر ایک عذاب کی لپیٹ میں آ چکی ہے خصوصاً مسلمان ممالک اس کا

شکار ہو چکے ہیں۔

وہی انقلاب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے نام سے برپا کیا تھا اگر آج ہم پھر اس کی برکات سے مستفیض ہوں تو دنیا ظلم کی بجائے امن اور پریشانیوں کی بجائے سکون کا گہوارہ بن جائے گی۔

تاثرات :- مولانا فضل کریم صاحب ایک متقی عالم دین ہیں کشمیر کے سبھی علماء ان کا احترام کرتے ہیں سیکرٹریٹ مسجد کے خطیب اول ہوتے کی وجہ سے شاہ و گدا ان کی شخصیت سے واقف بلکہ متاثر ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت کے پاس آئے فرمانے لگے رب العزت نے علم بھی عطا کیا اور ساتھ ہی قوت گویائی سے بھی نواز رکھا ہے۔ دل چاہ رہا تھا کہ یہ بیان ہوتا ہی رہے۔

جناب مذدی صاحب ڈائریکٹر امور دینیہ آزاد کشمیر خود بھی عالم اور نیک آدمی ہیں فرمانے لگے حضرت کے بیان سے لوگوں پر رقت طاری تھی سبھی ایسے محو تھے کہ وقت کا اندازہ ہی نہ رہا۔ ساری کابینہ اور کارندے بیان کی ان حقیقتوں میں کھو گئے

قاری ممتاز صاحب آزاد کشمیر کے ایک مشہور عالم ہیں اسی وقت بس پر مری سے مظفرآباد تشریف لائے۔ مسجد کے قریب سے بس گزری، کانوں میں بیان کی آواز آئی تو کہا روکو روکو بلا سوچے اتر کر مسجد کو چل دیئے تو کنڈکٹر نے آوازیں دیں اے حضرت آپ کا تو چھت پر سامان بھی ہے۔

گڑھی دوپٹہ کے سجادہ نشین حیات شاہ صاحب اتفاقاً اس روز مظفرآباد تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت کے بیان کا کچھ ایسا اثر تھا کہ نماما انتظار کیا۔ حضرت فارغ ہوئے تو ملاقات کی ہمشیرہ چونکہ بیمار تھیں جلدی جانا تھا۔ جاتے ہوئے کرنل بخش صاحب سے فرمانے لگے آئندہ جب بھی حضرت تشریف لائیں مجھے ضرور مطلع کرنا دوران بیان میں تو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے آسمان سے دلوں پر سکون برس رہا ہو حالانکہ میں نے بڑے بڑے جلسے Attended کئے، علماء کی تقاریر سنیں لیکن اس فقیر کی محفل کا رنگ سب سے نرالا دیکھا ہے ہر بات تیر کی مانند دل میں پیوست ہو رہی تھی اسکو کہتے ہیں خصوصی عطاء

کرنل سخاوت ملک اور شہر کے مختلف مکتبۂ فکر کے لوگ سلسلۂ عالیہ طریقۂ ذکر اور مختلف دینی پہلوؤں پر بات چیت کرتے رہے۔ نماز عصر ریسٹ ہاوس ہی میں ادا کی کیونکہ قیام بھی یہیں تھا۔ شام کی نماز اور مجلس ذکر سیکرٹریٹ کی مسجد میں ہوئی۔ حضرت قبلہ حافظ صاحب نے ذکر کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائے۔

نماز عشاء قاری ممتاز صاحب نے ریسٹ ہاؤس میں پڑھائی نماز کے بعد کافی لوگ وہیں ملنے آئے۔ ایک ڈاکٹر صاحب کے شکوک و شبہات یا الجھنیں کچھ عجیب سی تھیں قبلہ حافظ عبدالرزاق صاحب سے علیحدگی میں کافی دیر گفت و شنید رہی کمرے سے

باہر نکلتے ہوئے کہتے جا رہے تھے " واقعی ہر چیز قرآن سے ثابت ہے "۔

واپسی :- نماز تہجد، معمول نماز فجر اور پھر ناشتہ کے بعد جناب کرنل صاحب نے روانگی کا حکم فرمایا ساتھیوں نے رختِ سفر باندھا۔ حضرت کی جیپ کرنل صاحب چلا رہے تھے اور حضرت ساتھ تشریف فرما تھے تو مجھے حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان یاد آیا کہ کرنل مطلوب اور مولینا اکرم جماعت کا سر اور دل ہیں۔

آپ کی اطلاع کیلئے

دار العرفان میں برانچ پوسٹ آفس کا اجراء ہو چکا ہے۔
یکم اگست سے ڈاک کا سلسلہ نئے ڈاکخانہ سے شروع ہو گیا ہے۔ آئندہ آپ صرف اس پتہ پر خط و کتابت کیا کریں " مقام و ڈاکخانہ دار العرفان ضلع چکوال "
المرشد کے دفتر چکوال سے خط و کتابت کے لئے ایڈریس " الحسنات منزل چکوال "۔

فون پر رابطہ کے لئے

منارہ فون نمبر ۱۸

چکوال فون نمبر ۲۵۹۹

دیکھتا چلا گیا

سیلانی کے قلم سے

۱- ایک خبر: کرائم کنٹرول کمیٹی کے رُکن اور اصلاح معاشرہ کمیٹی کے صدر۔ ایک کونسلر کی دوکان سے شراب برآمد۔

خبر کیا ہے حقائق کا ایک بحرِ ذخار ہے ۔ اس سہ آتشہ کے اجزائے ترکیبی پر غور کیجئے کیا کیا گوہر آبدار ہاتھ آئیں گے، ان تین اوصاف کی ترتیب کچھ یوں معلوم ہوتی ہے کہ یہ بزرگ سب سے پہلے کونسلر منتخب ہوئے ہوں گے ۔ انتخاب کرنے والوں کو "بالغ رائے دہندگی" کے اصول نے اس قابل بنایا کہ وہ ایسا نمائندہ انتخاب کریں جو اسلام کے نفاذ کی اہلیت رکھتا ہو۔ ظاہر ہے کہ جب صرف بالغ ہونا شرط ٹھہرا تو جیسے بالغ ہوں گے ویسا نمائندہ انتخاب کریں گے۔ اور "اُمیدوار" کے لئے بھی یہی شرط ہے کہ بالغ ہو، لہذا اگر بالغ جرائم پیشہ ہیں تو اُسی کو ووٹ دیں گے جو "مہا جرائم پیشہ" ہو، زہریلے دودھ کو بلونے سے جو مکھن آتا ہے وہ تو زہر کا جوہر ہوتا ہے اور دودھ سے بھی زیادہ زہریلا ہوتا ہے ۔ حاصل کلام یہ مغربی جمہوریت کی برکات کا ایک مظہر ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ؎

از مغز دوصد خر فکرِ انسانے نمی آید

دوسرا وصف کرائم کنٹرول کمیٹی کا رکن ـــــ یعنی اس کمیٹی کا رکن غالباً ان حضرات نے انتخاب کیا ہوگا جن کا فرضِ منصبی کرائم پر کنٹرول کرنا ہے ۔ اگر کرائم کنٹرول کا مطلب یہ ہے کہ جرائم کا سدِّباب کیا جا سکے۔ تو ان حضرات نے اس کمیٹی کے لئے جو ارکان چُنے ان کی خصوصیت یہ تلاش کی کہ کرائم پر یوں کنٹرول کریں کہ کسی دوسرے کو جُرم نہ کرنے دیں یہ بوجھ اپنے کندھے پر اُٹھائیں اور اگر کرائم کنٹرول کا مطلب یہ ہے کہ کرائم پر ایسا کنٹرول کریں کہ ہر اوباش آزادی سے جُرم نہ کرسکے

بلکہ پورے سلیقے سے یہ خود کریں یا اپنی نگرانی میں پورے کنٹرول سے جرائم کرایا کریں۔
تیسرا وصف یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کمیٹی کا صدر ہے۔ جب صدر ایسا ہے تو نائب صدر
سیکرٹری وغیرہ بھی اسی قماش کے ہوں گے تو اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ ؎

گرگ میر و سگ وزیر و موش را دیوان کنند
ایں چنیں ارباب دولت ملک را ویراں کنند

اہل دانش کہتے تھے کہ اصول حکمرانی یہ ہے کہ (RIGHT PERSON FOR THE RIGHT JOB)
کہ آدمی جس کام کا اہل ہو اس کو وہی کام سونپا جائے۔ مگر چونکہ تہذیبی ترقی کی وجہ سے اقدار بدل گئی ہیں
اس لئے اب انتخاب کا بنیادی اصول اہلیت نہیں بالغ رائے دہندگی ہے۔ اور اس کی معراج یہ ہے کہ ہر کام
کے لئے ایسا آدمی چنا جائے جو صاد درجے کا نااہل ہو۔ ؎

تھا جو ناخوب بتدریج خوب ہوا

۲۔ ایک اور خبر:
پنجاب اسمبلی میں کسی مولوی ممبر نے قرآن کی آیت پڑھ دی، تو "آرڈر آرڈر" کی آوازیں آنے
لگیں اور سپیکر صاحب نے حکم دے دیا کہ یہاں قرآن کی تلاوت کی اجازت نہیں"
خبر بڑی قیامت خیز ہے عقل مانتی نہیں مگر جس مؤقر جریدہ میں یہ خبر چھپی ہے وہ بھی کوئی
غیر ذمہ دار نہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ خبر درست ہو گی۔ لیکن مان لیا جائے تو کئی پیچیدگیاں
سامنے آتی ہیں۔ اول یہ کہ یہ اس ملک کے ایک صوبے کی اسمبلی ہے جس کے وجود میں آتے وقت چیخ
چلا کر کہا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو کیا لا الہ الا اللہ کا مطلب
یہ ہے کہ خبردار قرآن کا نام نہ لینا۔ دوم یہ کہ ارکان اسمبلی ان لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہوتے
ہیں جو مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ سوم یہ کہ سپیکر صاحب کا انتخاب بھی مسلمان ممبروں کی رائے
سے ہوا ہوگا۔ چہارم یہ کہ انتخاب اسلام کے نفاذ کے لئے کرائے گئے۔
اب یہ ایک معمہ بن گیا کہ اسلام کو نافذ کرنا ہے مگر اس احتیاط سے کہ قرآن کا نام لب پر نہ آنے پائے
عرصہ ہوا سامنے کی گلی سے کوئی گداگر گزر رہا تھا اور بڑے سوز سے یہ مصرعہ پڑھ رہا تھا کہ

ابھی اسلام زندہ ہے مگر قرآن باقی ہے

سُننے کوشش تو کیا لیکن لفظ "مگر" کا مفہوم کسی طرح ذہن میں نہ آسکا بارے آج یہ عقدہ حل ہوا۔ کہ اسلام نافذ ہو رہا ہے مگر نافذ کرنے والوں میں کوئی آدمی ایسا بھی آگیا ہے جو قرآن پڑھتا ہے بنیادی غلطی تو یہی ہے کہ بالغ رائے دہندگی کے اصول کے تحت اس ایمٹی دور میں ایسا آدمی کیونکر منتخب ہو گیا جو مولویانہ ذہنیت کے ساتھ اسمبلی ہال میں قرآن پڑھتا ہے ع

اندھیر ہو رہا ہے بجلی کی روشنی میں

دیکھئے اس اسلام کا حلیہ کیسا ہوگا جو قرآن سے کامل بائیکاٹ کے جذبے کے ساتھ نافذ ہو۔ اگر یہی بات مرکزی اسمبلی میں ہوتی تو اتنا تعجب نہ ہوتا کیونکہ وہاں قرآن کے عدم جواز کا فتویٰ اسے دینا ہوتا جو اس مذہب سے وابستہ ہے جس کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ یہ وہ قرآن ہی نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور تحریف قرآن کا عقیدہ اس مذہب کی ضروریات دین میں سے ہے مگر یہ کرامتوں کا دور ہے اس لئے صوبائی اسمبلی میں بھی یہ حادثہ پیش آیا تو انوکھی بات نہیں ؎

قرآن بھی پڑھ لیں گے ذرا پاس تو ہولیں
والناس بھی پڑھ لیں گے ذرا ناس تو ہولیں

۳۔ عقیدت اور احترام:

ایک مؤقر جریدہ کے جمعہ ایڈیشن میں ایک خبر چھپی ہے کہ "ہر سال کی طرح اس سال بھی شہادت امام حسین کی یاد۔ مذہبی عقیدت کے ساتھ منائی گئی"۔

بڑی اچھی بات ہے اتنی اچھی کہ اہل اللہ سے عقیدہ بڑی سعادت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت نبوی سے عقیدت تو ایک عظیم دولت ہے مگر عقیدت کا محل اور مقام قلب ہے، اور کسی کا قلب چیر کے کسی نے دیکھا نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں عقیدت ہو وہاں تعظیم اور احترام ضرور ہوتا ہے۔ اور تعظیم و احترام کے اظہار بھی مختلف صورتوں میں ہو کے رہتا ہے جو سر کی آنکھوں سے نظر آتی ہیں۔ چنانچہ مؤقر جریدہ میں اس خبر کے ساتھ پورے صفحہ پہ رنگین تصاویر دی گئی ہیں جو انفرادی حیثیت کی نہیں بلکہ اجتماعی نوعیت کی ہیں، جس سے غالباً یہ احساس دلانا مطلوب ہے کہ مذہبی عقیدت کے اظہار کا نمونہ دیکھ لو۔

واقعی اظہار عقیدت کی مثال بے مثال ہے، مثلاً عقیدتمند لباس عریانی زیب تن کئے ہوئے ہیں

صرف ایک استثناء ہے کہ دھوتی یا شلوار ناف سے نیچے وہاں باندھ رکھی ہے جہاں سے نیچے باندھنا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ سارا جسم ننگا ہے، پھر ہاتھوں اور بازوؤں کی حرکت یا پوزیشن سے اچھل کود کے مختلف پوز نظر آتے ہیں، ٹانگوں کی حالت بھی لُڈی یا بھنگڑا سے ملتی جلتی ہے۔ یہ ہے عقیدت کے اظہار کی کیفیت۔ تعظیم اور احترام کی اس ہیئت کے ساتھ کوئی مسلمان مسجد میں جانا گوارا نہیں کر سکتا بلکہ کسی مذہب کا کوئی پیرو اس ہیئت کے ساتھ کسی قابل احترام جگہ میں داخل ہونا گوارا نہیں کرتا۔ نہیں بلکہ کسی عدالت میں جائے تو توہین عدالت کے جرم میں دھر لیا جائے کسی دفتر میں جائے تو اسے دماغی ہسپتال میں پہنچا دیا جائے۔ اپنے گھر میں جائے تو اہل خانہ شرم سے آنکھیں میچ لیں کسی شریفانہ محفل میں اس ہیئت کے ساتھ جائے تو اہل مجلس بے ساختہ کہہ اٹھیں کہ شرم وحیا بھی کوئی چیز ہے اہلِ دانش کہتے ہیں الفاظ و معنی میں کوئی منطقی ربط نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے ممکن ہے عقیدت تعظیم اور احترام کے الفاظ کے معانی بدل گئے ہوں۔ ورنہ پرانے مفہوم کے اعتبار سے تو اس ہیئت سے توہین کا اظہار ہوتا ہے مگر ادب میں جب پرانے محاورے وہی ہیں گو ان کا مفہوم بدل گیا ہے مثلاً پرانا محاورہ ہے چراغ تلے اندھیرا۔ اور اب تو چراغ کے اوپر اندھیرا ہوتا ہے مگر محاورہ اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے یہاں بھی توہین کی جگہ احترام اور عقیدت کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہو۔ ؏

ہائے کس رنگ سے اچھوں کو بُرا کہتے ہیں

وفیات

۱۔ اعلیٰ حضرتؒ کے پرانے خادم حاجی عبد القدوس صاحب نوشہرہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔

۲۔ ایک پرانے ساتھی مولانا عبدالکریم صاحب کڑیال چک ۱۷ شاہکوٹ انتقال فرما گئے ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے دعا کریں

(ادارہ)

خوشبو کی بارات

احمد نواز گوجرہ

کیفیات جب کاغذ پر منتقل ہوتی ہیں، اپنا درد، اپنی لذت اپنی شگفتگی کھو بیٹھتی ہیں۔ لیکن پھر بھی کسی ایک حد تک درد، بے قراری اور چاہتوں کی لذت کا احساس ہو ہی جاتا ہے۔

میری وہ رات کروٹوں اور حسین خیالوں کی نذر ہو گئی جس رات یہ علم ہوا کہ حضرت شیخ المکرم مورخہ ۱۰ اکتوبر کو سرزمین گوجرہ تشریف لانے والے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ الٰہی یہ کس کی دعا ہے جو قبول ہوئی؟ یہ کس کی اُمنگیں ہیں جو پوری ہوئیں یہ صالحین کی جماعت اور یہ شب بیدار ہستیاں کہاں ہم لوگ اور کہاں یہ خوشبوؤں کی بارات۔

یہ اعلیٰ اخلاق کے لوگ جنہیں مالک کائنات نے اپنی قدرت کاملہ کی تخلیق کا حسین شاہکار بنایا اور پھر بعد آفرینش مسجود ملائکہ بنا کر عظمت و فضیلت کی آخری سند عطا کر دی۔

یہ مہمان خدا کی طرف سے بھیجے جا رہے ہیں ہم ان کی میزبانی کیسے کریں۔ نہیں ان کے احترام کا پتہ نہیں کہیں ایسا نہ ہو کوئی لغزش ہو جائے۔ خیالات اس طرح بکھرتے رہے اور سمٹتے رہتے، آخر چند لمحوں کے لئے نیند کا غلبہ ہوا تو حضرت شیخ المکرم کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ آپ نے فرمایا میں گوجرہ قبل از وقت پہنچوں گا، آنکھ کھلی تو تذبذب میں پڑ گیا۔ کیونکہ تاریخ طے ہو چکی تھی، پروگرام چھپ چکا تھا لہٰذا اب فاصلے کیسے سمٹیں گے سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

ایک دن دو دن اور پھر تیسرے دن اچانک حکیم محمد صادق صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شام کے وقت گوجرہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ حضرت جی کا پروگرام تبدیل ہو گیا ہے اب حضرت المکرم پروگرام سے دو روز قبل تشریف لا رہے ہیں، دل مطمئن ہو گیا فاصلے سمٹ گئے اور میں سوچ رہا تھا کہ روحانی تعلق بھی کیا عجیب تعلق ہے کہ جسے محسوس تو کیا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اب وقت گزرنے لگا اور جماعت کے ساتھی پروگرام کی تیاریوں میں مشغول نظر آنے لگے، گتے کے بڑے اشتہار (بعنوان روحانی اجتماع) چھپوا کر مختلف مساجد میں لگائے گئے، دیہاتوں میں اطلاعات بھیجی گئیں دعوت نامے چھپوا کر افسران کاروباری لوگوں اور دینی شخصیات کو بھیجے گئے۔

حضرت مولانا مفتی طفیل احمد شاہ صاحب نے نماز جمعہ کے اجتماع میں حضرت جی کا تعارف اپنے مخصوص عالمانہ رنگ میں فرمایا اور لوگوں کو حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کی دعوت دی۔

بالآخر وہ وقت آ گیا جب حضرت جی کے استقبال کے لئے مجھے شہر کے باہر بھیجا گیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے آنے والی سڑک پر کھڑا ہوں اور انتظار کے مزے لوٹ رہا ہوں۔ بلکہ ؎

دل حسین خیال اور آنکھوں کی روشنی
سب دیکھتے رہے جہاں تک نظر گئی

نو بج کر ایک منٹ میں دور سڑک پر سفیدی مائل جیپ آتی نظر آئی۔ ۹ بجکر ۲ منٹ پر صالحین کی جماعت میرے قریب پہنچ چکی تھی ان کے مسکراتے ہوئے تاباں چہرے اور میں تنہا۔ وہ کیفیت فقط میرا ہی حصہ ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمایا۔

حضرت شیخ المکرم اور ان کے ساتھی سید تھے لیاقت علی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے تاکہ چند لمحے آرام کر لیا جائے، لیکن آپ کے چند ملنے والے جنہیں آپ کی آمد کا پتہ چل گیا تھا آپ سے ملاقات کے لئے پہنچ گئے اور اپنے گھر جانے پر لے جانے کے لئے اصرار کرنے لگے۔ اور اس طرح وہ چند لمحے جو آرام کرنے کے تھے وہ ان دوستوں کی نذر ہو گئے۔ نماز ظہر کے بعد باقاعدہ پروگرام شروع ہو گیا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مخدوم نے نماز ظہر کے بعد شان صحابہ کے موضوع پر بیان فرمایا حضرت ابو بکر صدیقؓ اور آپ کی اولاد کی قربانیاں، مشقتیں، آزمائشیں، مصائب اور ان پر صبر۔ جب آپ نے بیان فرمایا تو ہر آنکھ پُرنم نظر آئی۔ ان کی باتیں دلوں پر چوٹیں لگا رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج کا شیعہ اُٹھ کر ان کے ایمان میں شک کرتا ہے (نعوذ باللہ) جسے اپنے ایمان کی خبر نہیں

نماز عصر کے بعد صحبت شیخ کا پروگرام تھا۔ جس شخص نے جو سوال کیا وہ مطمئن ہوا۔ نماز مغرب کے بعد جناب حافظ عبدالرزاق صاحب نے ذکر کی فضیلت، غرض و غایت اور کرنے کا طریقہ بیان فرمایا

اس کے بعد ذکر خفی کا اجتماعی پروگرام ہوا ذکر کے بعد کچھ لوگوں نے حضرت شیخ المکرم کے ہاتھ پر بیعت فرمائی نماز عشا کے بعد حضرت جی کا بیان تھا باوجود موسلا دھار بارش کے کافی تعداد میں لوگ موجود تھے اور چلے آ رہے تھے آپ کے بیان کا ایک ایک لفظ قیمتی موتی تھا۔ ایک عجیب لذت تھی ہر شخص ہمہ تن گوش تھا جس نے چکھا اس نے مٹھاس محسوس کی۔

بیان کے بعد شیخ المکرم اور آپ کے ساتھیوں نے کھانے کے لئے مجھے شرف میزبانی بخشا۔

میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ مجھے ان حضرات کی میزبانی کا شرف نصیب ہوگا۔ کھانے کے بعد حضرت صاحب رات کے قیام کے لئے لیاقت علی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔

صبح تہجد کے وقت حضرت شیخ المکرم مسجد میں تشریف لے آئے، ساتھیوں نے نماز تہجد ادا کی اور ذکر کے لئے بیٹھ گئے، ذکر کے بعد نماز فجر ادا کی گئی اور نماز کے بعد درس قرآن ہوا۔ اس کے بعد آپ دوبارہ لیاقت علی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہیں پر مستورات کی بیعت ہوئی۔ ہمارے خاندان کی تقریباً دس خواتین کو اللہ پاک نے حضرت شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق نصیب ہوئی۔ اس کے بعد یہ جماعت فیصل آباد جانے کے لئے تیاری میں مشغول ہوگئی

حضرت شیخ المکرم اور آپ کے ساتھیوں نے سرزمین گوجرہ میں اس طرح تقریباً ۲۴ گھنٹے کا قیام فرمایا۔

جس نے سرسری نظر سے بھی دیکھا اس نے محسوس کیا حضرت شیخ اور ان کے ہمسفر سب کاروباری تھے ان کا سفر خدا کے دین کے لئے ہوا۔ گھر کا آرام چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، راستوں کی مشقتوں کو اگر قبول کیا تو محض اللہ اور رسول کی محبت کی خاطر۔

ان چوبیس گھنٹوں میں لوگوں کو دشمنان دین کے عزائم سے آگاہ کیا۔ ذکر کی فضیلت بیان فرمائی، عظمت صحابہ بیان ہوئی، درس قرآن ہوا۔ ذکر خفی کی مجالس ہوئیں، ذکر کی تلقین کی گئی۔ تہجد ادا کی گئی۔

لوگوں کی تربیت کے لئے بیعت ہوئی۔ دین کے لئے سفر ہوا، سنت کے مطابق کھانا کھایا گیا۔ زندگی گذارنے کے طریقے بتائے گئے۔ اور پھر ہر شخص کے لئے دعا مانگی گئی۔ ان کی ہر بات ایک معطر پھول تھی جو لوگ ان پھولوں کو اکٹھا کرتے رہے یہ گلدستے ہمیشہ ان کو رنگ رنگ کی خوشبو سے معطر رکھیں گے۔ خدا کرے یہ لمحے دوبارہ نصیب فرمائے آمین

● جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملہ کو صحیح و درست کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور تمام لوگوں کے درمیان کے معاملات کو خود درست فرما دیتے ہیں (تفسیر روح البیان م ۱۳۱۲ .۲۷)

حضرت المکرم مدظلہ العالی کا دورہ گوجرہ

سعید احمد

سالانہ اجتماع دارالعرفان میں اس دفعہ گوجرہ کے ساتھیوں نے حضرت حکیم محمد صادق صاحب کی وساطت سے جناب ناظم اعلیٰ صاحب سے گذارش کی کہ گوجرہ کو بھی روحانی برکات سے نوازا جائے۔ چنانچہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متصل پروگرام میں گوجرہ کیلئے بھی وعدہ مل گیا۔

گوجرہ کے ساتھی منتظر تھے ہجری سالِ نو نے خوشخبری دی کہ حضرت المکرم مدظلہ گوجرہ تشریف لا رہے ہیں حضرت حکیم محمد صادق سے ہدایات حاصل کی گئیں۔ بالآخر ۸ اکتوبر کا وہ مبارک لمحہ آگیا جسکا انتظار تھا۔ حضرت المکرم مدظلہ تشریف لائے۔ ہم راہی میں جناب حافظ عبدالرزاق صاحب۔ جناب مختار صاحب۔ جناب مخدوم نذیر احمد صاحب۔ جناب سلطان صاحب اور حکیم محمد صادق صاحب اکابرین تھے۔ سب ساتھیوں نے نہایت عقیدت و احترام سے خدمت اقدس میں حاضری دی۔ بھائی لیاقت صاحب۔ کو شرفِ میزبانی بخشا گیا۔ ساتھیوں کو انکی قسمت پر رشک تھا۔ اللہ کریم انکا دنیا و آخرت میں بھلا کرے۔ آمین۔

"نوائے وقت" میں نور بصیرت کے کالم میں میاں عبدالرشید صاحب نے پچھلے دنوں لکھا تھا کہ نبی کریمؐ اپنے ایک صحابیؓ کو دفن کرنے کے بعد گھر تشریف لائے تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جناب رسالتمآبؐ کے چہرہ اقدس اور وجود مبارک کے کپڑے پر ہاتھ پھیر کر کہا یا رسول اللہ آج بارش ہوئی تھی لیکن آپکے بال مبارک اور کپڑے بالکل خشک ہیں۔ نبی کریمؐ نے پوچھا عائشہؓ جب آپ نے بارش دیکھی تھی تو آپکے جسم پر لباس کیا تھا؟ عرض کیا یا رسول اللہ آپکی چادر مبارک میرے جسم پر تھی۔ خاتم المرسلینؐ نے فرمایا کہ یہ اس چادر کی نسبت (برکت) تھی جس کی وجہ سے آپ نے اس بارش کا مشاہدہ کیا ہے۔ ورنہ وہ نہ تو عام قسم کی بارش تھی اور نہ ہی عام آنکھوں کو نظر آنے والی تھی۔

آج گوجرہ میں آنکھوں والے ایسی ہی بارش کا نظارہ کر رہے تھے۔

ظہر کی نماز کے بعد مخدوم نذیر احمد صاحب کی تقریر تھی۔ بعد از تحمید و صلوٰۃ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذین معہ..... الخ آیت تلاوت کی اور تفسیر میں صحابہؓ کا مقام خاص طور پر اسلام اور نبی اکرمؐ کیلئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خاندان کی خدمات کو اس طور پر واضح کیا کہ عام حاضرین تو حیرت زدہ تھے علمائے عشق

عشق کرنے لگے

عصر کی نماز کے بعد حضرت المکرم مدظلہ مسجد سے ملحق حجرہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگ پروانہ وار لپکے۔ حضرت المکرم نے فرمایا (نااہل آمد بے راہ قسم کے خود ساختہ آمد بعلی نہیں) پیر کے فرائض اس وقت پورے ہو جاتے ہیں جب وہ اپنے مرید کو اطاعت دین اور اتباعِ سنتِ نبوی ﷺ کی تلقین کرتا ہے۔ پھر مرید کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے کماحقہٗ پورا کرے۔ پیر راہِ ہدایت پر لگانے کے بعد بری الذمہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر پیر خود ہی بے عمل ہو یا اپنے مریدین کو نصیحت نہ کرے تو پھر اسے اپنے اعمال کی سزا تو بھگتنا ہی ہے مرید کے اعمال میں حصہ داری کا بوجھ اٹھانے کیلئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ ایک اور ساتھی کے مسئلہ کے بارے میں فرمایا جب تک نسبت قائم نہ ہو اس وقت تک تعلق قائم نہیں رہتا۔

مغرب کی نماز کے بعد حافظ عبدالرزاق صاحب نے مختصر طور پر سلسلہ عالیہ میں ذکر کا طریقہ اور اسکی اہمیت سے آگاہ فرمایا۔ ذکر کے بعد عشاء کی نماز ادا کی گئی .... اور اسکے ..... اور اسکے بعد.....

اور اسکے بعد سلسلہ عالیہ میں نئے شرکاء نے حضرت المکرم کے دستِ اقدس پر بیعت کی جس کے بعد حضرت المکرم کا بیان تھا۔ جسے سننے کیلئے لوگ نہ صرف مسجد کے اندر جمع تھے بلکہ باہر بھی بیٹھے تھے۔

حضرت المکرم نے اپنے بیان میں پہلے تو قبل از اسلام عربوں کی بلکہ دنیا کی حالت بیان کی پھر انہی لوگوں کے دولتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد حالات سے موازنہ کیا۔ مقام صحابہؓ سے آگاہ کرنے کے بعد باطل نظریات کا عیس طور پر ابطال فرمایا اس سے اکثر شرکاء پر پہلی بار یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ ایک مشہور باطل فرقہ (جسکے بارے میں کبھی سنجیدگی سے توجہ نہیں دی گئی) اسلام اور بانیانِ اسلام کے بارے میں کس قدر خطرناک عزائم رکھتا ہے۔ ملک بھر میں زکوٰۃ وعشر کے نظام میں خرابیوں کی نشاندہی کے بعد مسلمان نوجوانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ دین کی صحیح فہم حاصل کر کے اس کی اشاعت و فروغ میں بھرپور جدوجہد کریں۔

استقامتِ دین کی دعا کے ساتھ رات کی یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

اگلی صبح (۹ اکتوبر) کا افتتاح نماز تہجد کے بعد اجتماعی ذکر سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد حضرت کا درسِ قرآن ہوا۔

حضرت نوح ؑ کی اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا اور اسکے جواب کی متعلقہ آیت کی تلاوت کے بعد تفسیر بیان فرمائی کہ۔

زندگی گزارنے کے دو طریقے ہیں، ایک مادی طریقہ ہے دوسرا روحانی طریقہ ہے۔ مادی طریقہ عارضی جبکہ روحانی طریقہ دائمی ہے۔ اگر صرف مادی یا جسمانی تعلق ہو تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر جسمانی تعلق کے ساتھ روحانی تعلق

بھی ہوتا تو وہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ جسمانی تعلق تو صرف افزائشِ نسل کا ذریعہ ہے ورنہ اللہ تعالٰی تو انسان کو زمین سے بھی اگا سکتا ہے۔

حضرت نوحؑ نے بیٹے کے بارے میں دعا کی تو جواب ملا کہ خبردار اس کے بارے میں بات مت کرنا۔ اس کے کرتوت صحیح نہیں ہیں۔ وہ آپ کے "اہل" میں سے نہیں کیونکہ اس کے عمل غیر صالح ہیں۔ اب آپ کے "اہل" صرف وہ لوگ ہیں جو مومنین ہیں جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہیں۔ سیدنا نوحؑ (جن کی ایک دعا سے تمام کافروں کو غرق کر دیا گیا) کو بھی اپنے بیٹے کے بارے میں دعا کی قبولیت کا شرف اس لئے نہیں بخشا گیا کہ اس کا تعلق صرف جسمانی تھا۔ روحانی نہ تھا اور جسمانی تعلق عارضی ہونے کی وجہ سے آخرت میں کام نہیں آتا۔ اسی طرح سے ایک مثال دے کر فرمایا کہ کسی فقیر نے دعوے کیا کہ اس کی شادی بادشاہ کی لڑکی سے ہو رہی ہے۔ ۵۰ فیصد کام ہو گیا ہے ۵۰ فیصد باقی ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ شادی میں ایجاب و قبول ہی تو ہوتا ہے۔ میری طرف سے تو ایجاب ہے صرف دوسری طرف سے قبول باقی ہے۔ کسی عقلمند نے کہا تمہارے کہنے یا کہتے رہنے سے کیا ہوتا ہے۔ بات تو جب بنے اگر دوسری طرف والے قبول کریں۔ مثال کے بعد فرمایا کہ۔ میرے بھائی ہمارا دعوٰی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہے۔ کیا ہم اسکے اہل ہیں۔ اگر خدانخواستہ حشر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب مل گیا کہ الٰہی ان لوگوں نے قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک رکھا تھا۔ انہیں مجھ سے دور رکھ۔ انکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے ...... تو ..... تعلق نہیں ہے ...... تو ......

پھر کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ تعلق دونوں طرف سے قائم ہونا چاہیئے اس کے لئے اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازمی ہے۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا امیر المومنین میری بیٹی کی اور آپ کی عمر میں بہت فرق ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا کہ رشتے تو مجھے اور جگہ سے بھی بہت حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ میری اپنی بیٹی (حضرت حفصہؓ) کے رشتہ کے علاوہ اور بھی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ رشتہ بھی مضبوط ہو جائے۔

جسمانی تعلق صرف دنیا میں ہے اگر آخرت میں بھی وہی رشتہ داری قائم رہی تو لذت اور خوشی دوچند ہو جائیگی ۔ لیکن اگر آخرت میں دنیا کی رشتہ داری قائم نہ ہو سکی تو آپس کا تعلق بھی ختم ہو جائے گا ۔ کیونکہ اگر تعلق قائم رہے تو اپنے عزیزوں کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر دکھ ہوگا اور حیثیت میں کسی قسم کا دکھ اور غم نہ ہوگا ۔

اس درس میں گوجرہ کے مشہور عالم دین سید محمد طفیل گیلانی بھی تشریف فرما تھے ان کا اشتیاق قابل دید تھا ۔ مختصر لفظوں میں فرمانے لگے کہ یہ انداز بیان صرف اور صرف حضرت المکرم مدظلہ کا ہی حصہ ہے ۔

صبح ۸½ بجے ناشتہ کے بعد حضرت المکرم فیصل آباد کیلئے روانہ ہوئے جہاں حسب پروگرام ساتھی پہلے ہی سے مشتاق و منتظر تھے ۔

ترقیٔ معکوس

محمد اسلم عاجز

بھول کر پیغام تیرا ، ہو کے شیطاں کے مرید
زہد و تقویٰ ، سادگی ماضی کے افسانے بنے
وہ مسلمان اب کہاں مومن تھے جو کردار کے
اب اذانوں میں کہاں روح بلالی کی پکار ۔
اب کہاں زلفِ صفا مردہ ہیں باقی پیچ و خم
جذبۂ ایمان ہمارا سازِ بے آواز ہے ۔
اشک بھی گرتے نہیں ہیں دیدۂ نمناک سے

ہر خلیفہ کو سرِ منبر کیا ہم نے شہید
گھر ہمارے قیصر و کسریٰ کے کاشانے بنے
اے خدا بندے تیرے غازی ہیں اب گفتار کے
اپنی آرائش سے ہیں محراب و منبر شرمسار
سنگ مرمر کی سلوں میں دب گئی خاکِ حرام
"سعیؔ" کیا ہے فرشِ مخمل پر حرام ناز ہے
کاش یہ کہہ دے کوئی روحِ رسولِ پاکؐ سے

دہر میں کوئی مٹے توحید کا ساقی نہیں
مطمئن ہیں تب کہ کوئی بت شکن باقی نہیں

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

مختلف مقامات پر اجتماعی مجلس ذکر کے پروگرام

	نام شہر	قسم اجتماع	مقام	دن اور وقت
۱۔	ملتان	ہفتہ وار	مسجد حضرت غوث بہاول الحق پرانا قلعہ	سوموار اور جمعرات، بعد نماز مغرب
	″	ماہانہ	″	ہر ماہ شمسی کا پہلا جمعہ موسم گرما صبح ۷ بجے تا ۸ بجے، ″ سرما ″ ۹ ″ تا ۱۰ بجے
۲۔	شاہکوٹ	ماہانہ	بالائی منزل نیو ماڈل ٹیڈ ڈنگ شاہکوٹ	ہر ماہ شمسی کا آخری جمعہ۔ بعد از نماز جمعہ
۳۔	گجرات	ماہانہ	کوٹھی چوہدری امان اللہ تک جیل چوک گجرات	ہر ماہ شمسی کا آخری جمعہ بعد نماز جمعہ۔ موسم سرما صبح ۱۰ بجے تا ۱۲ بجے، موسم گرما ″ ۹ بجے تا ۱۱ ″
۴۔	کھاریاں	ہفتہ وار	کارنر شاپ کھاریاں کینٹ	ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ
۵۔	ایبٹ آباد	روزانہ	سٹیشن ورکشاپ کاکول	بعد نماز مغرب
	″	ہفتہ وار	مسجد سپلائی بازار ایبٹ آباد	بعد نماز مغرب

اتباعِ نبویؐ - اور ہم لمحۂ فکریہ؟!

اگر ہمارے مال و اسباب میں دیمک لگ جائے تو کیا ہم اسے یونہی چھوڑ دیتے ہیں یا اس کا کوئی فوری علاج کرتے ہیں؟ آج ہمارے دین و ایمان اور تہذیب و معاشرت میں "دیمک" لگ رہی ہے، الحاد، لادینی بے حیائی بے پردگی اور ناجائز روزی گھن کی طرح ہمارے ایمان کو کھا رہی ہے۔ کبھی اس پر بھی غور کیجئے اس کا علاج بھی سوچیے یاد رکھیئے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کامیابی و کامرانی عزت و عظمت صرف اور صرف اتباعِ سنت میں ہے۔

یہ ہر زہر کا تریاق اور ہر مرض کا علاج ہے ابھی مہلت ملی ہوئی ہے اس لئے آیئے اس "ماہِ مبارک" کے دوران اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کریں اور یہ عہد کریں کہ آئندہ زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاریں گے اور اپنے قول و فعل کو سنتِ نبویؐ کے مطابق بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو! آمین: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

منجانب: تنظیم الاحباب۔ پوسٹ بکس ۳ چکوال۔ ایک تبلیغی، اصلاحی اور سماجی تنظیم۔ تفصیلات کے لئے رابطہ قائم کیجئے

تصانیف حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ

دلائل السلوک خاص ایڈیشن	۶۰/۰
دلائل السلوک انگلش	۶۰/۰
دلائل السلوک عام	۲۵/۰
حیات برزخیہ	۲۵/۰
حیات انبیاء	۱۵/۰
حیات النبی مذاہب اربعہ	
اہلسنت والجماعت کی نظر میں	۱۰
المدین الخالص	۲۵/۰
ایمان بالقرآن	۴۰/۰
تحذیر المسلمین	۲۵/۰
اجمال و اکمال	۵/۰
سیف اویسیہ	۱۰/۰
عقائد و کمالات	
علماء دیوبند	۵/۰
تعارف	۳/۰
اسرار الحرمین	۵/۰
تفسیر آیات ربعہ	۵/۰
حضرت امیر معاویہ	۱۰/۰
علم و عرفان	۳/۵۰
تحقیق حلال و حرام	
درجواب متعہ اور اسلام	۵/۰
حرمت ماتم	۵/۰

ایجاد مذہب شیعہ	۵/۰
شکست اعدائے حسینؓ	۴/۰
داماد علیؓ	۲/۵۰
بنات رسولؐ	۳/۰
ایمان بالقرآن	۴/۰

تصانیف مولانا محمد اکرم

دیار حبیبؐ میں چند روز	۵/۰
اسرار التنزیل حصہ اول	۱۰/۰
" " دوم	۱۰/۰
" " سوم	۱۰/۰
" " چہارم	۱۰/۰
چار پارے مکمل مجلد	۵۰/۰
راہی گرب بلا منزل پہ منزل	۲/۰
ارشاد السالکین	۵/۰

تصانیف حافظ عبدالرزاق

انوار التنزیل	۷/۵۰
دین و دانش	۱۰/۰
کس لئے آئے تھے	۵/۰
تصوف و تعمیر سیرت	۱۰/۰
اطمینان قلب	۱۵/۰
خدایا ابن کرم	۱۰/۰
بزم انجم	۲۰/۰

کونوا عباداللہ	۳/۰
اعز شیس	۱۰/۰
مغالطے	۵/۰
ذکر اللہ عربی	۳/۰

دیگر کتب

الابریز	۹۵/۰
الفتح الباری	۵۰/۰
فتوح الغیب	۴۰/۰
اللہ کی باتیں	۳۶/۰
اکمال الشیم	۳۳/۰
امداد السلوک	۲۰/۰
ضیاء القلوب	۱۵/۰
فیوض الحرمین	۱۲/۵۰
نشر الطیب	۱۸/۰
حیوۃ المسلمین	۱۸/۰
تعلیم الدین	۱۰/۰
احادیث قدسیہ مترجم	۲۰/۰
کرامات امدادیہ	۷/۵۰
المہند عقائد	
علماء دیوبند	۷/۵۰
بیاض محمدی	۷/۵۰
مناجات مجموعہ	۳/۰
فوز عظیم	۲/۵۰

ماہنامہ "المرشد"

بیادگار

حضرت العلام مولانا

اللہ یار خان نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا

محمد اکرم صاحب مدظلہ

اصلاح احوال و باطنی اصلاح

شرح چندہ

فی پرچہ :	۴/۰
سالانہ چندہ :	۴۵/۰
مشرق وسطی :	۱۲۰/۰
یورپ :	۱۴۰/۰
امریکہ کینیڈا :	۱۶۰/۰
لیبیا :	۱۵۰/۰

ملنے کا پتہ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

وماہنامہ المرشد دارالعرفان منارہ

بذریعہ سول ایجنٹ :

مدنی کتب خانہ

گنپت روڈ۔ لاہور

تحریر یار رضوی رقم۔ لاہور

سدا بہار پھُل

حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب علیہ الرحمۃ

از محبوب جنجوعہ

پنڈ منارہ وِچ چکوالے پہاڑاں تے اِک بستی ہے
چیزاں بھانویں مہنگیاں ہوسن رحمت ربدی سستی ہے
اس دھرتی تے رحمت اتنی چپہ چپہ وسدا اے
رحمت والی خوشیاں دیوچہ پھتر پھتر ہسدا اے
کیتھوں آئی رحمت اتنی پہاڑاں دی اس چوٹی تے
مینہہ رحمت دا وسدا رہندا ہر گھڑی تے کھوٹی تے
جوُہ دِسدی ایہہ شیراں والی وسدے ایتھے شیر
اکرم صاحب اک مردِ خدا دا شیراں دا بھی شیر
بندہ سدا گناہی ہوندا بخشنہارا رب
بخشش دا جدوں ویلا آوے ہوندے نیک سبب
عمل اہناں کوئی اُچا کیتا اللہ ہوگیا راضی
راہ دسیا چکڑ اے والا دھو لو اپنا ماضی
مردِ حق دی نظرِ کرم سیں بدل جاندی اے جوُن
لُون دی کھانڑی جہیڑا جاندا ہوجاندا اوہ لُون
اکرم صاحب نال حضرت دے پیار دی نہیں کوئی حد
وکھری رحمت یار اپنے لئی حضرت دتی کڈھ

چکڑالیوں چل کے حضرت جی آندے وچہ ہزارے
اینہہ وچہ سی رحمت ایتھے وسدی وانگ فوارے
رہندے ایتھے سوا مہینہ کر دے ذکرِ الہٰی
رحمت ربدی ونڈدی جاندے بہہ کے اکو جائی
دور درازوں سنگی آندے فیض حضورؐ دا لین
حضرت جی بھی سخی ودھیرے بھر بھر جھولیاں دین
چپّاں دے چپ کڈھن حضرت نظر کرم دی تک
کڈھ دتے کُب کُبیاں دے سِدھے کیتے ٹک
جنت دے گُر دسن حضرت سُن لو دھر کے کن
پنج بنا۔ ذکر کثیرا۔ بن جاؤ دین دے تھم
سُنت نبی دی کرلو قائم، دوزخ دا نہیں غم
پڑھو قرآن تے ذکر سحوروں مُکے سارے غم
کرلو دھندے دُنیا وا ے، نیت رکھ کے نیک
حق پرایا کھانا نہیں گُر اُتم سب توں ایک
پروے حضرت وچہ لڑی دے ون سونّے موتی
جماعت رکھیا ناں لڑی دا ڈونگی سوچ سی سوچی
سوچاں ویکھو ڈونگیاں کِنیاں ۔ کیتی سوچ کمال
نسبت حضرت جوڑی جا کے ابو بکر دے نال
لین بندے نوں اس جہانوں ٹُر برزخ توں جاندے
بے کے ہتھ مُرید اپنے دا ہتھ نبیؐ وچہ پاندے
محنت تھوڑی اُجرت بہتی ایہہ حضرت دا خاصا
ڈھونڈوں جیہڑا آیا ہو کے کر دتا اوہ پاسا
سدا نہ رہیسے لٹن دیندا نیلی چھت دا والی
آیا بلاوا ۔ جلدی آؤ۔ باغ ہویا بن مالی

فروری اٹھاراں سن چوراسی، بٹ صاحب دے خانے
لمی تان کے سو گئے حضرت محمدؐ دے پروانے
چا تابوت اسلام آباد دوں۔ چکر ڈا اے پہنچایا
جنڈ دے ہیٹھاں قبر بنائی، مرشد آباد کہوایا
دتا غسل تے ہویا جنازہ حضرت ٹکّل ماری
روز اتوار تے ڈھلدیاں شاماں قبر نوں ہوئی تیاری
وچ قبر دے رکھے حضرت، روئے ہاں ودھ توں ودھ
دوائی دل دی ہین واسے گئے دکان اج چھڈ
الوداع۔ ہن سو جاؤ حضرت، نگاہ کرم دی رکھنا
آئے کھلو تے اسیں وی پچھے ذائقہ موت دا چکھنا
سو گئے حضرت مٹھی نیندر۔ لے کے چین جیہا سکھ
قرب حضور واسے گیا دیکھو اوہ جنڈ دا رکھ
واہ نصیبا ڈگھا تیرا۔ قسمت دا توں ودھ!
بازی لے گیا ہے زیاناں سب نوں پچھے چھڈ!
قبر منوّر کر دے ربا۔ نوری دی بھیج تجلی
پک جان کچے پلے سنگی ٹنکن وانگوں ٹلی
مُڈھ قدیمی حکم ربانا۔ جو جمیا اُس مرنا!
صدمہ ڈاہڈا سہیا نہ جاندا، صبر بناں کی کرنا
واہ واہ شان کریماں تیری رکھیں گوڈریاں چہ لعل
لعل اساڈا کھوہ لیوئی۔ ہو گئے اسیں بے حال
تو ہیں سب دا راکھا ربا۔ توں ہیں سب دا والی
وس تیرے ہے ہر شے اللہ کیا گلشن کیا مالی
حضرت ہین رب دے پیارے لبھے جو شے منگن
اتنا قرب الٰہی ہویا۔ منگدیوں نہ سنگن

منگ لیو نے حضرت اکرم ۔ واہ واہ قرب حضوری
فوراً ربّ نے منّی عرضی ۔ دے دتّی منظوری

بنا خلیفہ اوّل انہاں نوں گئے حضرت سب دس
دسنا کم سی حضرت جی دا ۔ عمل انہاں دے وس

پر ٹھوک وجا کے کہہ گئے حضرت، وس تہاڈا ہے اجے وس
جیکر کھاؤ گے ڈگن ڈوبے ۔ اسیں لال ترے انواں کس

سب طریقے دستے حضرت لکھ وصیّت نامہ
کنج جماعت چلانی مغروں کنج سلوک بنانا

ایہہ جماعت ڈاہڈی اچی رسنگی رب دے پیارے
اللہ رکھے قائم دائم ۔ وارے ہون نیارے

سب جنت وچہ جاسن سنگی ۔ شفاعت کرن حضور
اللہ ہوسی راضی سب تے، بخشے جان قصور

گڑ گڑاؤ سب رب دے اگے، منگو ایہہ دعائیں
عمر خضرؑ دے دے ربّا ۔ حضرتِ اکرم تائیں

سایہ انہاندا رہے ہمیشہ، جیوندے رہن اکابر
کتھوں لبھدے روز دہاڑے قاضی جی جیہے صابر

قائم رہے جماعت اساڈی رہندی دنیا تائیں
حضرت ساڈے نبی اکرم نوں دسن چاہیں چائیں

عرض کرے محبوب جنجوعہ حضرت حافظ تائیں
چھاپ دیو وچہ المرشد دے ۔ نالے کرو دعائیں

وفیات :۔ قضا الٰہی سے صوفی عبدالکریم صاحب کڑیال نزد شاہ کوٹ فوت ہو گئے ہیں جملہ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے ۔ فقط عبدالواحد

تصانیف حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ

دلائل السلوک خاص ایڈیشن	۴۰/۰
دلائل السلوک انگلش	۶۰۰
حیات برزخیہ	۲۵۰
حیات انبیاء	۱۵/۰
حیات النبی مذاہب اربعہ	
اہلسنت والجماعت کی نظر میں	۱۰
الدین الخالص	۲۵/۰
ایمان بالقرآن	۴۰/۰
تحذیر المسلمین	۲۵۰
الجمال و الکمال	۵/۰
سیف اویسیہ	۱۰/۰
عقائد و کمالات	
علماء دیوبند	۵/۰
تعارف	۲/۰
اسرار الحرمین	۵۰
تفسیر آیات ربعہ	۵۰
حضرت امیر معاویہ	۱۰/۰
علم و عرفان	۲۰۵۰
تحقیق حلال و حرام	
در جواب متعہ و اسلام	۵۰
حرمت ماتم	۵۰

ایجاد مذہب شیعہ	۵/۰
شکست اعدائے حسین	۴/۰
داماد رسول رضہ	۲۵۰
بنات رسول	۳/۰
ایمان بالقرآن	۴/۰

تصانیف مولانا محمد اکرم

دیار حبیب میں چند روز	۵/۰
اسرار التنزیل حصہ اول	۱۰/۰
〃 〃 دوم	۱۰۰
〃 〃 سوم	۱۰/۰
〃 〃 چہارم	۱۰۰
چاروں پارے مکمل مجلد	۵۰۰
راہی گرچہ بلا منزل بمنزل	۲۰۰
ارشاد السالکین	۵/۰

تصانیف حافظ عبدالرزاق

انوار التنزیل	۷/۵۰
دین و دانش	۱۰/۰
کس تے آئے تھے	۵۰
تصوف و تعمیر سیرت	۱۰/۰
اطمینان قلب	۱۵/۰
خدا یا ابن کرم	۱۰۰
بزم انجم	۲۰/۰

کونوا عباداللہ	۳/۰
لغزشیں	۱۰/۰
مغالطے	۵۰
ذکراللہ عربی	۳۶/۰

دیگر کتب

کیمیائے سعادت	۹۵/۰
الابریز	۹۵۰
الفتح الربانی	۵۰۰
منہاج العابدین	۵۰/۰
فتوح الغیب	۲۰/۰
اللہ کی باتیں	۳۶/۰
فلاح دارین	۱۰۰
اکمال الشیم	۳۳/۰
امداد السلوک	۳۰۰
انسان کی حقیقت	۲۰۰
ضیاء القلوب	۱۵/۰
فیوض الحرمین	۱۰۵۰
تعلیم الاسلام کامل	۱۵۰
نشر الطیب	۱۸/۰
مسلمان میاں بیوی	۱۵۰
حیٰوۃ المسلمین	۱۸/۰
طب نبوی	۱۲۰
تعلیم الدین	۱۰/۰
احادیث قدسیہ مترجم	۲۰/۰
طب روحانی	۱۵۰
کرامات امدادیہ	۷/۵۰
کمالات عزیزی	۱۸/۰
شفاء العلیل	۱۸/۰
اعمال قرآنی	۱۲۰
علماء دیوبند	۷/۵۰
جنت کی کنجی	۱۸۰
بیاض محمدی	۷/۵۰
دوزخ کا کھٹکا	۱۸/۰
مناجات مجموعہ	۳/۰
عورتوں کی نماز	۴۵۰
فوز عظیم	۲/۵۰
نماز مسنون مترجم	۲۰۰

ماہنامہ المرشد

بیادگار

حضرت العلام مولانا

اللہ یار خان نوراللہ مرقدہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا

محمد اکرم صاحب مدظلہ

اصلاح احوال و باطنی اصلاح

شرح چندہ

فی پرچہ :	۴۰
سالانہ چندہ :	۴۵/۰
مشرق وسطیٰ :	۱۲۰۰
یورپ :	۱۴۰۰
امریکہ کینیڈا :	۱۶۰۰
لیبیا :	۱۵۰/۰

ملنے کا پتہ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

و ماہنامہ المرشد دارالعرفان منارہ

سول ایجنٹ

مدنی کتب خانہ

گنپت روڈ۔ لاہور

[illegible] روڈ۔ لاہور

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255